تعمیرِ حیات

لکھنؤ

پندرہ روزہ

ایمان اور دعوت

ایمان نہ بیچا جاسکتا ہے نہ خریدا جاسکتا ہے، نہ مول تول کیا جاسکتا ہے اور نہ تلوار اور پستول کے ذریعہ زیر کیا جاسکتا ہے، نہ فلسفہ وسائنس کے ذریعہ اور نہ نام نہاد کلچر کے ذریعہ اور نہ اس کی کنگال، زوال پذیر تاریک تہذیب کے ذریعہ اور نہ خیر سے مفقود اور ایمانی نعمت سے محروم معلومات کے ذریعہ جو انسانیت کے لئے وبال بنی ہوئی ہے اور نہ علم وادب کے پروپیگنڈوں میں اور نہ ان انقلابوں وترقیوں میں جس میں اپنا ضمیر اور اپنی جان فروخت کردی گئی، اور اپنے قلم وزبان کو مادی چیزوں اور چند درہموں کے بدلہ میں فروخت کردیا گیا اور خود بھی اس سے غیر راغب تھے۔

انسان کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ اس کا ظاہر وباطن یکساں ہو، ایک طرف، اس کا سینہ ایمان و یقین سے اور اس کا دل لازوال محبت سے معمور ہو اور دوسری طرف اس کی زبان اس کے دل کی ہمنوا اور اس کا عمل ان جذبات اور کیفیات کی ترجمانی کررہا ہو اگر یہ بات کسی انسان کو حاصل ہوجائے تو اس کا ہر قول وعمل اور اس کی ہر تقریر اور تحریر میں ایک ایسی دلکشی اور دلآویزی پیدا ہوجائے گی جس کی تعبیر الفاظ سے نہیں کی جاسکے گی لیکن اس کی مٹھاس ہر شخص محسوس کرے گا اور اسے ایسا معلوم ہوگا جیسے کسی نے اس کے دل کی بات کہہ دی یا اس کی گمشدہ دولت اس کو واپس مل گئی۔

مولانا سید محمد الحسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

فی شمارہ ۷ روپے

سالانہ ۱۵۰ روپے

۱۰ فروری ۲۰۰۲ء

Regd. No.LW/ NP/63
Fax No. 0522-787310
788376

R.N.I.No.UP.URD.03615/24/1/2001-Tc
Office Ph.No.787250 (Ext)18
Guest House-323864

Website : - www.nadwatululama.org, Email : - nadwa@sancharnet.in

FORTNIGHTLY Vol. No. : 1 Issue No. 22

TAMEER-E-HAYAT

NADWATUL-ULAMA, LUCKNOW-226 007 (INDIA) Rs. 7/=

Mobile: 98390 95795
Phone : 0522-301658

تبا وننگ

اودھ کی شان اوننگ ★ ٹریکس ★ کھڑکی ★ فلکس

المونیم ★ کھڑکی ★ دروازے ★ سلنگ ★ فلورک

ہمارے یہاں ہر قسم کے المونیم اور اوننگ کا کام بہت ہی کفایتی قیمت پر ہوتا ہے۔

ایک بار خدمت کا موقع دیں۔

ایم۔ کے ملک، راج ۳۰۱ وشال کھنڈ، گومتی نگر لکھنؤ

Ph.No 260433 - 242946

آپ کی خدمت میں جدید و دلکش سونے چاندی کے زیورات کے لئے

ہمارا نیا شوروم

گھنہ پیلس

حاجی عبدالروف خاں، حاجی محمد فہیم خاں، محمد معروف خاں

ایک مینارہ مسجد کے سامنے اکبری گیٹ چوک لکھنؤ

The Fragrance of East

A quarterly English magazine published from Nadwa needs your patronage. Please subscribe it yourself and motivate others also to read it regularly.
Annual subscription is only Rs.100/- which may be sent by M.O. or Bank Draft payable to :-

The secretary
Majlise Sahafat wa Nashriat
C/o Tamir-e-Hayat, Nadwatul Ulama
P.O. Box No.93, Tagore Marg
Lucknow-226 007 (U.P.)

ھردینا

گردہ کی پتھری کے لئے آپریشن کی ضرورت نہیں

• گردہ مثانہ کی پتھری، درد
• پیشاب میں ریت، خون اور
• جلن کے لئے
یکساں مفید ہے

HARDINA

HASANI PHARMACY
1176Gwynne, Road, Lucknow - 226018 Ph:. 202677

حسنی فارمیسی کی ایجنسی کے لیے رابطہ قائم کریں

کیمپ کے اوپر AFZALS اور MAU CITY دیکھ کر خریدیئے

MAU CITY AFZALS

مئو کا بنا

نورانی تیل

درد، زخم، چوٹ، کٹنے، جلنے کی مشہور دوا

انڈین کیمیکل کمپنی، مئو ناتھ بھنجن (یو۔پی)

چشمہ ساگر

جاپانی کمپیوٹر کے ذریعہ آنکھوں کی جانچ ہوتی ہے

AUTO REFRCCTO METER AR-860

فوٹو کرامک ☆ کوٹیڈ لینس ☆ ہائی انڈیکس ریزی لینس

فینسی پاور دھوپ کے چشموں کا خاص مقام

ایک بار خدمت کا موقع دیں

آپٹیشن اے۔ رحمٰن (علیگ)

شنکرجی کی مورتی کے نزدیک، معتبر گنج اعظم گڑھ

Printed And Published by *Athar Husain* on behalf of Nadwatul Ulama at Parekh offsetPressTagore Marg,Lucknow.u.p. Editor: *Shamsul Haq Nadwi*

پندرہ روزہ

تعمیرِ حیات

لکھنؤ

جلد نمبر ۳۹ | ۱۰ر فروری ۲۰۰۲ء | مطابق | ۲۵ر ذی قعدہ ۱۴۲۲ھ | شمارہ نمبر ۷

زیر سرپرستی : حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء

زیر نگرانی

مولانا عبداللہ عباس ندوی

معتمد تعلیمات ندوۃ العلماء

پروفیسر وصی احمد صدیقی

معتمد مالیات ندوۃ العلماء

مجلس ادارت

شمس الحق ندوی

(مدیر اعلیٰ)

سید محمود حسن حسنی ندوی

معاون مدیر

مجلس مشاورت

مولانا نذر الحفیظ ندوی

مولانا عبداللہ حسنی ندوی

مولانا محمد خالد ندوی

ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی

زرِ تعاون

سالانہ --- =/۱۵۰ روپے

فی شمارہ --------- =/۷ روپے

بیرونی ممالک فضائی ڈاک

ایشیائی، یورپی، افریقی

وامریکی ممالک ...... ۳۵ ڈالر

بیرونی ممالک بحری ڈاک

بحری ڈاک جملہ ...... ۲۰ ڈالر

خط و کتابت کا پتہ

مینجر تعمیر حیات پوسٹ باکس نمبر ۹۳

ندوۃ العلماء، لکھنؤ (۲۲۶۰۰۷) یوپی

ڈرافٹ سکریٹری مجلس صحافت ونشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر روانہ کریں۔

Website:www.nadwatululama.org

E-mail Adress: nadwa@sancharnet.in

Ph: Office.787250(Ext)18

Guest House.323864

گزارش

خط وکتابت اور منی آرڈر کرتے وقت کوپن (پیغام سلپ) پر خریداری نمبر کے ساتھ مکمل نام و پتہ ضرور لکھیں خریداری نمبر ہر پتہ کی سلپ پر لکھا رہتا ہے اگر آپ جدید خریدار ہیں تو اس کی صراحت ضرور کریں اس سے دفتری کارروائی میں آسانی اور جلدی ہوتی ہے۔ (مینجر)

دائرہ میں سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین وادب کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ =/150 روپے بذریعہ منی آرڈر دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔ (مینجر) (مضمون نگار کے خیالات سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں)

پرنٹر پبلشر اطہر حسین نے پاریکھ آفسٹ ٹیگور مارگ لکھنؤ میں طبع کرا کے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت ونشریات ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع کیا۔

حامد خوشنویس۔ کمپوزنگ سیکشن مجلس تحقیقات ونشریات اسلام ندوۃ العلماء لکھنؤ

حسد اور رشک

براہیمی نظر پیدا مگر مشکل سے ہوتی ہے
ہوس چھپ چھپ کے سینوں میں بنالیتی ہے تصویریں

علامہ شبلی نعمانیؒ

ہماری قوم میں آج کل یہ مرض جس قدر پھیلا ہوا ہے غالباً دنیا کی کسی اور قوم میں نہ ہوگا۔ ملک میں جس قدر مفید کام شروع کئے جاتے ہیں ان کے برہم ہوجانے یا تکمیل نہ پانے کی وجہ زیادہ تر یہی حسد اور رشک ہوتا ہے۔ دقت یہ ہے کہ حسد بظاہر ایسا کھلا اور ذلیل عیب ہے کہ کسی بڑے آدمی کے خیال میں بھی نہیں آسکتا کہ وہ اس مرض میں مبتلا ہوگا۔ حالانکہ بڑے ہی آدمیوں میں یہ مرض زیادہ ہوتا ہے۔ لیکن ایسے پیرائے میں ہوتا ہے کہ وہ تمیز نہیں کرسکتے۔

حسد پیدا ہونے کا سبب

حسد کے پیدا ہونے کا اصلی سبب یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو کمزور اور پست حالت میں نہیں دیکھ سکتا، اس لئے جب اس کو کوئی شخص اس سے ممتاز نظر آتا ہے تو اس کی خواہش ہوتی ہے کہ کم سے کم میں اُس کے برابر ہو جاؤں۔ برابری کے صرف دو طریقے ہو سکتے ہیں یا یہ شخص بھی اتنا ہی ممتاز ہو جائے یا وہ شخص گھٹ کر اس شخص کی سطح میں آجائے، چونکہ پہلی بات کم نصیب ہوتی ہے اس لئے خواہ مخواہ دوسرا خیال پیدا ہوتا ہے۔

کسی مصنف یا اسپیکر یا واعظ یا رفارمر کو جب زیادہ فروغ اور زیادہ کامیابی ہوتی ہے تو اکثر اس کے اور ہم فنوں کو گراں گذرتا ہے۔ اگرچہ وہ بظاہر اس بات کے آرزومند نہیں معلوم ہوتے کہ اس شخص کی عزت و شہرت جاتی رہے لیکن اگر بالفرض، اس کا فروغ کم ہو جائے تو ان لوگوں کو رنج کے بجائے ایک قسم کی راحت معلوم ہوگی، کسی مجلس میں اس شخص کے محاسن وعیوب کا تذکرہ کیا جائے تو یہ لوگ عیوب کے تذکرہ کو زیادہ دلچسپی سے سُنیں گے، اور اس میں ان کو زیادہ لطف آئے گا۔ تصنیفات پر اگر ریویو کیا جائے گا تو ان لوگوں کو وہ حصہ زیادہ پسند آئے گا جہاں تصنیف پر نکتہ چینیاں ہوں گی اتنا فرق ہوگا کہ جو زیادہ کمینہ طبع ہوں گے وہ ہر قسم کے عیوب کو ذوق سے سُنیں گے۔ اور اس کی داد دیں گے، بخلاف اس کے عالی حوصلہ لوگ بیجا نکتہ چینیوں کو حقارت کی نظر سے دیکھیں گے۔ لیکن سچی نکتہ چینیوں میں ان کو بھی وہ مزہ آئے گا جو محاسن کے اظہار میں کبھی نہیں آسکتا تھا۔

حسد کے لئے یہ ضروری ہے کہ آپس میں ہم فنی اور ہم پیشگی ہو۔ اگر ایک عالم کو دنیا دار پر، دنیا دار کو عالم پر، زاہد کو واعظ پر، شاعر کو نثار پر، رفارمر کو دولتمند پر حسد نہ ہو تو ان کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ وہ حسد کے داغ سے پاک ہیں۔ ان کو غور کرنا چاہیئے کہ خود ان کا کوئی ہم فن خصوصاً جو ظاہری اوصاف میں انھیں کے برابر تھا جب شہرت میں عزت میں، جاہ میں، شوکت وشان میں اس سے بڑھ جاتا ہے تو ان کی کیا حالت ہوتی ہے؟

حسد کے پیدا ہونے کے اسباب جن کی تفصیل امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے حسب ذیل ہیں۔

۱۔ دشمنی اور عداوت: انسان کی بالطبع یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کے دشمن کو ضرر پہونچے اگر خود نقصان نہیں پہونچا سکتا تو اس بات کا منتظر رہتا ہے کہ اور اسباب سے اس کو ضرر پہونچ جائے۔ اس بنا پر دشمن کے ساتھ حسد کا ہونا لازم ہے نیک سے نیک آدمی بھی یہ بات نہیں پیدا کر سکتا کہ کسی شخص سے اس کو دشمنی ہو اور پھر دشمن کا رنج و راحت اس کو یکساں معلوم ہو۔

۲۔ انسان کی یہ بھی فطرت ہے کہ وہ اوروں سے دب کر رہنا نہیں چاہتا اس لئے جب اس کے ہمعصروں میں کوئی شخص ایسے بلند رتبہ پر پہنچ جاتا ہے کہ اس کے غرور ونخوت کا مقابلہ نہیں کر سکتا تو خواہ مخواہ اس کے رتبہ پر حسد ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ وہ اُس بلند رتبہ سے گر جائے۔

۳۔ انسان جن لوگوں سے کسی ذاتی امتیاز کی بنا پر یہ توقع رکھتا ہے کہ وہ اُس کے ساتھ اطاعت وادب سے پیش آئیں اُن میں سے جب کوئی شخص زیادہ معزز اور صاحب جاہ ہو جاتا ہے، تو حسد پیدا ہوتا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ جس اطاعت اور ادب سے وہ شخص پہلے پیش آتا تھا اب نہ آئے گا بلکہ مجھ کو خود الٹا اس کا ادب کرنا پڑے گا۔

۴۔ دو آدمی جب ایک ہی مشترک چیز کے طالب ہوتے ہیں تو خواہ مخواہ ایک دوسرے کا حاسد بن جاتا ہے۔ ہر واعظ چاہتا ہے کہ تمام شہر اس کی سحر بیانی کا گرویدہ ہو جائے۔ تلامذہ میں سے ہر ایک کی خواہش ہوتی ہے کہ استاد کی توجہ تمام تر اس کی طرف ہو۔ ایک باپ کے جتنے بیٹے ہیں سب کی کوشش ہوتی ہے کہ باپ کی ساری محبت میرے ہی حصے میں آجائے۔

باقی صفحہ ۳۰ پر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس شمارے میں

۱	حسد اور رشک	علامہ شبلی نعمانیؒ	۲
۲	قوم کی تعمیر کا صبر آزما کام	شمس الحق ندوی	۵
۳	زندگی اور موت اسلام پر	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ	۷
۴	معاشرہ کی تعمیر میں اسلامی تہذیب کا قائدانہ کردار	مولانا سید الرحمان اعظمی ندوی	۱۰
۵	خودداری اور عزت نفس	ڈاکٹر محمد نعیم صدیقی ندوی	۱۳
۶	امریکہ غلامی سے آزادی کی طرف	مولانا نذر الحفیظ ندوی	۱۵
۷	اٹلی کے سفیر کا قبول اسلام	سعید الخوتانی	۱۹
۸	کھو دیا ہم نے ایک مخلص دوست کو	محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی	۲۲
۹	غزل	مولانا محمد خالد ندوی غازیپوری	۲۲
۱۰	سوال و جواب	محمد طارق ندوی	۲۳
۱۱	مسلمان امریکہ میں	محمد فرمان نیپالی ندوی	۲۴
۱۲	عالمی خبریں	سید اشرف ندوی	۲۶
۱۳	مطالعہ کی میز پر	محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی	۲۷
۱۴	تبلیغ میں حکمت اور شفقت کی رعایت	ماخوذ	۲۹
۱۵	حضرت اسمٰعیلؑ کی قربانی	حفیظ جالندھری	۳۱

شرائط ایجنسی

۱۔ پانچ کاپی سے کم کی ایجنسی جاری نہیں کی جاتی۔

۲۔ فی کاپی =/Rs. 15 کے حساب سے زرضمانت روانہ کرنا ضروری ہے۔

۳۔ کمیشن جوابی خط سے معلوم کریں۔

نرخ اشتہار

۱۔ تعمیر حیات کا فی کالم فی سینٹی میٹر اندرونی صفحہ =/Rs. 40

۲۔ تعمیر حیات کا فی کالم فی سینٹی میٹر پشت پر رنگین صفحہ =/ Rs. 50

۳۔ کمیشن تعداد اشاعت کے مطابق ہوگا جو آرڈر دینے پر متعین ہوگا۔

۴۔ اشتہار کی نصف رقم پیشگی جمع کرنا ضروری ہے۔

۵۔ انٹرنیٹ اور تعمیر حیات دونوں کا نرخ اشتہار فی کالم فی سینٹی میٹر =/Rs. 80

بیرون ملک کے نمائندے

مدینہ منورہ
Mr. TARIQUE HASAN ASKARI Sb.
P.O.Box No.842
Mdina Munawwara(K.S.A)

برطانیہ
Dr.M.AKRAM NADWI Sb.
Oxford Center for Islamic Studies
George Street
Oxford Ox1 2AR

ساؤتھ افریقہ
Mr.M.YAHYA SALLO NADWI Sb.
P.O.Box No.388 Vereninging.(S.Africa)

قطر
Mr.ABDUL HAI NADWI Sb.
P.O.Box.No.10894, Doha-Qatar

دبئی
Mr.QARI ABDUL HAMEED NADWI Sb.
P.O.Box No.12525, Dubai(U.A.E)
Ph:No.3970927

پاکستان
Mr.ATAULLAH Sb.
Sector A-50 Near Sau Quater
H.No.109 Town Ship kaurangi
Karachi-31(Pakistan)

امریکہ
Dr.A.M.SIDDQUI Sb.
98-Conklin Ave. Woodmere
New York 11598(U.S.A)

اداریہ

شمس الحق ندوی

قوم کی تعمیر کا صبر آزما کام

قومیں محض امنگوں، آرزوؤں، کاغذی خاکوں اور تجاویز سے نہیں بنتیں، قوم کی تعمیر اندرون کے تبدیل ہونے، خیالات کی اصلاح اور تعلیم و تربیت سے ہوتی ہے، مذہب کو عنوان بنا کر عوام کو جوش دلانا اور اس سے اپنا کوئی دوسرا مقصد حاصل کرنا نہایت غلط رہنمائی ہے جس سے امت مسلمہ کو سخت نقصان پہنچتا ہے، آج ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمانوں کو صبر وضبط، ڈسپلن، تنظیم، استقامت، تحمل، برداشت، ایثار، باہمی ہمدردی، اتحاد عمل، اور اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دی جائے۔ محض اشتعال انگیز تقریروں سے ان کو مشتعل نہ کیا جائے کہ یہ قوم وملت کو ہلاکت وبربادی کی راہ پر لے جانے کے مرادف ہوگا، قوم کی رہنمائی وقیادت کے لئے سیرت نبویؐ اور اسوۂ صحابہ کا مطالعہ اور اس سے روشنی حاصل کرنا ضروری ہے، محض جذبات کو بھڑکانا نہایت ہی غلط رہنمائی ہے، کوئی عملی قدم اٹھانے سے پہلے خود اپنا جائزہ لینا سب سے اہم بات ہے کہ کہیں ہمارے دل میں شہرت کی طلب یا کوئی اور دنیوی غرض تو شامل نہیں ہوگئی ہے، اگر خدانخواستہ قوم کی قیادت کے پیچھے اپنی کچھ دنیوی اغراض شامل ہیں تو یہ قوم کی رہنمائی نہیں، بلکہ قوم کو اپنے مفاد پر بھینٹ چڑھانا ہے اور دین کو داؤں پر لگانا ہے۔ جو (یبیع دینه بعرض من الدنیا، اپنے دین کو دنیا کے معمولی فائدے کے لئے بیچ دیتا ہے) کے مرادف ہے۔

بنیادی بات یہ ہے کہ اسلام کا سب سے پہلا اور سب سے اہم مقصد انسان کی اصلاح اور اس کا سدھار ہے، اور یہ کام باہر سے پہلے اپنے اندر شروع ہوتا ہے، پس عقائد ہوں یا عبادات، سیاست ہو یا معاشرت، اخلاق ہوں یا معاملات، سب کی صحت و درستگی کا مدار قلب کے سدھار پر منحصر ہے۔ بقول علامہ سید سلیمان ندوی علیہ الرحمہ۔

”دل ہی کی تحریک انسان کے ہر اچھے اور برے فعل کی بنیاد اور اساس ہے، اس لئے مذہب کی ہر اساس اسی بنیاد پر کھڑی ہوتی ہے، اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ جو نیک کام بھی کیا جائے اس کا محرک کوئی دنیوی غرض نہ ہو بلکہ صرف اللہ کے حکم کی بجا آوری اور خوشنودی ہو۔“

پس مسلمانوں کے ہر قائد اور ہر رہنما کا پہلا کام یہ ہونا چاہئے کہ وہ اپنا جائزہ لے کہ اس کی سمت درست ہے یا نہیں، اگر پیش نظر رضائے الٰہی اور اس کے تحت قوم کی تعمیر ہے تو پھر جذباتی نعروں کو اپنا شعار بنانا بالکل بے معنی ہوگا، یہ طرز عمل قوم کے حق میں سم قاتل ہے۔ مخلص قائدین کا امتیاز یہ ہوتا ہے کہ وہ ہر موقع پر حلم وتدبر، فکر ودور اندیشی سے کام لیتے ہیں وہ قوم کو بیدار کرتے ہیں بھڑکاتے نہیں، حالات سے نبرد آزما ہونے کی دعوت دیتے ہیں لیکن اندھے بہرے بن کر نہیں بلکہ مومنانہ فراست اور ایمانی بصیرت کی روشنی میں اس وقت امت مسلمہ جن حالات سے دوچار ہے ہر چہار طرف سے وہ جس طرح باطل کے نرغہ میں ہے، اس کو سنبھالنے اور منجدھار میں پھنسی ہوئی اس کی کشتی کو ساحل سے ہمکنار کرنے کے لئے گہرے تدبر، جانفشانی اور ایثار وقربانی کی ضرورت ہے، اپنے مفاد اور شہرت پر امت کے مفاد اور دینی تقاضوں کو مقدم رکھنے کی ضرورت ہے، باہمی اتحاد وتعاون کی ضرورت ہے، مختلف خانوں اور ٹولیوں میں بٹ کر نہ ہم قوم کو صحیح رخ پر لے جاسکتے ہیں اور نہ ان خطرات سے اس کو بچا سکتے ہیں جو غارت گر دین وایمان ہیں اور اسلامی اقدار واصول کو ختم کرنے کے لئے اس کے سر پر منڈلا رہے ہیں، اسلام کی گذشتہ تاریخ میں جن مردان باصفا نے قوم وملت کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا ہے، انھوں نے اپنے کو مٹا کر اور اپنا سب کچھ کھو کر ہی اپنا فرض منصبی ادا کیا ہے ہم وہ نہیں کہ جن کی تاریخ کے اوراق رہنمائی سے خالی ہوں بلکہ ہماری

تاریخ میں وہ تابندہ و درخشاں نقوش موجود ہیں جن کی روشنی میں ہم اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں۔

ہمارے آج کے دور میں قوم وملت کے مزاج کے بناؤ بگاڑ میں سب سے زیادہ دخل تحریر وتقریر کا ہی ہے اور یہ دونوں ہی ذریعے دو دھاری تلوار ہیں، ذرا سی بے احتیاطی سے جوشیلی اور اشتعال انگیز تقریر یا تحریر سے آگ لگ جاتی ہے خون کے فوارے چھوٹنے لگتے ہیں اور یہی دونوں ذریعے ایسے ہیں کہ ان سے لگی آگ کو بجھایا جا سکتا ہے بپھرے ہوئے غیظ وغضب کے جنون میں مبتلا لوگوں کو ٹھنڈا کیا جا سکتا ہے ان کے دلوں میں ہمدردی کا جذبہ پیدا کیا جا سکتا ہے لہٰذا ہمارے ہر مقرر وصحافی، قائد ورہبر کو زبان وقلم کے چلانے میں اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ اس سے سدھار پیدا ہو نہ کہ وہ بگاڑ کا ذریعہ بن جائے۔

لہٰذا اگر ہم امت مسلمہ کو صحیح رخ پر لے کر چلنا چاہتے ہیں، اس کو ایک باعزت وباوقار قوم کے مقام پر پہنچانا چاہتے ہیں تو زبان وقلم کے استعمال میں وقار، سنجیدگی، توازن اور اعتدال قائم رکھنا ہوگا ان جڑوں اور بنیادوں کو مضبوط کرنے کی فکر کرنی ہوگی جن سے قوم میں خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے اور مناسب انداز سے قوم کی تعمیر ہوتی ہے، حقائق کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے وہ بے اعتدالی وبے راہ روی سے محفوظ رہتی ہے، وہ زمانے کے دھارے میں بہتی نہیں بلکہ دھارے کا رخ موڑتی ہے زبان وقلم محبت کے پیامی بنتے ہیں، ان کا یہ اعلان ہوتا ہے۔

بیگانہ ہوئی دنیا رسم وراہ الفت سے
ایک میری طبیعت ہے جو باز نہیں آئی

حسرتِ طیبہ

عطا عابدی

خواہشِ دیدِ کعبہ پھر اس بار بھی وائے افسوس دل میں دبی رہ گئی
قافلہ حاجیوں کا رواں دیکھ کر آنکھ میں آنسوؤں کی جھڑی رہ گئی

حاجیو! ہو مبارک یہ حج کا سفر ہو مبارک خدا کا یہ گھر دیکھنا
مجھ کو تو سال بھر اب ہے یہ دیکھنا، جذبۂ دل میں کیا کچھ کمی رہ گئی

پہنچو ارضِ مقدس پہ جب حاجیو، یہ دعا کرنا تم با ادب حاجیو!
اس تمنا کی جانب ہو چشمِ کرم، وقت کی دھوپ میں جو جلی رہ گئی

جذبۂ عشقِ طیبہ ہے صادق مرا، نیتِ دل سے میری ہے واقف خدا
اوج پر کل کو ہوگا نصیبہ مرا بس اس امید میں زندگی رہ گئی

دل کسی شے پہ آئے تو کیسے بھلا لطف جینے کا آئے تو کیوں کر یہاں
خواہشِ دیدِ کعبہ کی تکمیل پر منحصر جب عطاؔ ہر خوشی رہ گئی

ایک جواں سال ہونہار ندوی کا حادثۂ وفات

دار العلوم ندوۃ العلماء کے ہونہار ندوی فاضل جو ابھی اپنی عمر کی کل ۲۵ بہاریں ہی دیکھنے پائے تھے کہ موٹر سائیکل سے جاتے ہوئے ایکسیڈنٹ کے حادثہ میں شہید ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم مشہور سرجن ڈاکٹر قمر الدین صاحب کے حقیقی بھتیجے تھے چونکہ ڈاکٹر صاحب کا حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ سے مسترشدانہ اور والہانہ تعلق تھا وہ لکھنؤ اور رائے بریلی کا برابر سفر کرتے رہتے تھے۔ بمبئی کے زمانۂ قیام میں بھی پورا وقت حضرت ہی کے ساتھ گذارتے تھے۔ اس تعلق سے مولوی طلحہ مرحوم نے اپنی طالب علمانہ زندگی شوق ومحنت اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ ان کے اہل خاندان اور اساتذہ کرام کے ساتھ نہایت نیاز مندانہ تعلق کے ساتھ گذاری جس نے ان کے اندر دینی علمی اور دعوتی شوق وجذبہ پیدا کیا۔ اور فراغت کے بعد ڈاکٹر صاحب کے مشورہ اور نگرانی میں اپنے وطن ہی گاؤں (انجن گاؤں) مہاراشٹر میں ندوہ کے طرز پر ایک ادارہ قائم کیا۔ کئی ندوی فاضلوں کی خدمات حاصل کیں۔ نہایت جوش وجذبہ کے ساتھ کام کر رہے تھے تھوڑے ہی عرصہ میں مدرسہ نے بڑی ترقی کی لیکن اللہ کی حکمت ومصلحت کہ ان کو بہت جلد اپنے پاس بلا لیا۔

خوش درخشید ولے دولتِ مستعجل بود

اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بہت ہی بلند فرمائے۔ اور رفقاء وبرادران کو ان کے قائم کئے ہوئے ادارہ کو نہ صرف قائم رکھنے بلکہ ترقی دینے کے جوش وولولے نوازے۔ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

شمس الحق ندوی

زندگی اور موت اسلام پر

● حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے اس بات کا مطالبہ کیا ہے کہ وہ اسلام وایمان پر قائم رہنے کی کوشش کریں، اسی پر زندگی گذاریں، اور جب موت آئے تو اسی دین وملت پر آئے:-

وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔

(آل عمران-۱۰۲)

تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو۔

اسی کی وصیت ابراہیم ویعقوب علیہما السلام نے اپنی اولاد کو کی:-

وَوَصّٰی بِهَآ اِبْرٰهِیْمُ بَنِیْهِ وَیَعْقُوْبُ، یٰبَنِیَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی لَكُمُ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔ (البقرہ-۱۳۲)

اسی طریقہ پر چلنے کی ہدایت ابراہیمؑ نے اپنی اولاد کو کی تھی، اور اسی کی وصیت یعقوبؑ نے اپنی اولاد کو کی، انھوں نے کہا تھا کہ ”میرے بچو! اللہ نے تمہارے لئے یہی دین پسند کیا ہے لہٰذا مرتے دم تک مسلم ہی رہنا۔“

شریعت اسلامی نے ایک مسلمان کے لئے پیدائش سے لے کر موت تک اس کے انتظامات کئے ہیں، اور ایسا ماحول تعمیر کرنے کی کوشش کی ہے، جس میں مسلمان اس حقیقت کو فراموش نہ کرنے پائے، اس کو ہر وقت یاد رہے کہ اس کا تعلق دین وملت سے ہے، جس کے داعی ابراہیم ومحمد علیہما السلام تھے، جس کی بنیاد توحید پر ہے، اور وہ ایک الگ ”امت“ ہیں، مسلمان بچہ جس وقت پیدا ہوتا ہے، اس کے کان میں اذان دی جاتی ہے، اس کا اسلامی نام رکھا جاتا ہے، ناموں میں ان ناموں کو ترجیح دی گئی ہے جن میں عبدیت وحمد کا اظہار ہے، اس سے ابراہیمی سنتیں ادا کرائی جاتی ہیں اور جب وہ مرتا ہے، اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہوئے اپنے لئے اور سب مسلمانوں کے لئے دعا کرتے ہیں:-

اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَهٗ مِنَّا فَاَحْیِهٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَی الْاِیْمَانِ۔

اے اللہ ہم میں سے تو جس کو زندہ رکھے اس کو اسلام پر زندہ رکھیو، اور جس کو تو موت دے تو اس کو ایمان کے ساتھ دنیا سے اٹھائیو۔

یہاں تک کہ قبر میں اتارتے ہوئے اور آخری ٹھکانے پر پہنچاتے ہوئے بھی یہی لفظ زبان پر ہوتے ہیں:-

بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ

اللہ کے نام پر اور رسول اللہ کے دین وملت پر

اس سب کا مقصد اور پیغام یہ ہے کہ ہمیں اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے اور زندگی کی ہر منزل پر اس کو یاد رکھنا ہے، کہ ہم ملت ابراہیمی اور امت محمدی کے فرد، اور ایک مخصوص شریعت اور آئین ومسلکِ زندگی کے پیرو اور خدا کے موحد اور وفادار بندے ہیں، ہماری زندگی بھی اسی آئین ومسلک کی وفاداری میں گذرے، اور ہمیں موت بھی اسی حال میں آئے، ہماری موجودہ نسلیں بھی اسی راستہ پر گامزن رہیں، اور ہماری آئندہ نسلیں بھی اسی صراط مستقیم پر چلیں۔

ملت ابراہیمی اور دین محمدی کی اس دعوت کو آج صراحت اور تعین کے ساتھ پیش کرنے کی ضرورت ہے، یہ اس تہذیب کی دعوت ہے، جس کی بنا ابراہیم علیہ السلام نے ڈالی ہے، اور تکمیل وتجدید حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہے، اجتماع واخلاق میں اس کے کچھ معین اور خاص اصول ہیں، یہ فرد کی حریت اور فلاح کی ضامن ہے، چند معین عقائد، معین اصولوں، اور معین کرداروں نے اس کو وجود بخشا ہے، یہ ابراہیم علیہ السلام اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشترکہ دعوت اور میراث ہے، اور اس کے سوا کوئی تیسری چیز خدا کو قبول نہیں۔

نازک امانت

آج مسلمانوں کی قوت ایمانی کا بھی امتحان ہے، اور ذہانت کا بھی، قوت فیصلہ کا بھی امتحان ہے اور زندگی کی صلاحیتوں کا بھی، ہم کو ثابت کرنا ہے کہ ہم ایمان کے ساتھ زندہ رہنے کے اہل ہیں یا نہیں، ہم جہاں رہیں اس ملک کی خصوصیات اپنے اندر خوشی سے

پیدا کریں، وہاں کی زبانیں سیکھیں اور بچوں کو پڑھائیں، اپنا حصۂ رسدی حاصل کریں، ملک کے نظم ونسق (ایڈمنسٹریشن) میں اپنے شایان شان حصہ لیں، لیکن ساتھ ہی ساتھ داعی بھی رہیں، مومن بھی رہیں توحید کا اعلان بھی کریں، اور پیغام پہنچانے والے بھی بنیں، خدا کے یہاں ہم سے سوال ہوگا کہ اللہ نے ہم کو سیکڑوں برس اس ملک میں باقی رکھا لیکن حضرت ابراہیمؑ اور محمد رسولؐ اللہ کی دعوت ،اور آپ کا دین کیوں ہمارے اندر محدود رہا، اس کو پھیلنا اور وسیع ہونا چاہئے تھا۔

قوم موسیٰ کی تقلید سے بچئے!

اللہ تبارک وتعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل کا ایک عبرت انگیز واقعہ بیان کیا ہے، جس میں ہمارے لئے بہت بڑا سبق ہے، اس کو خود قرآن مجید کی زبان سے سنئے:-

وَجَاوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰی قَوْمٍ یَّعْکُفُوْنَ عَلٰٓی اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوْا یٰمُوْسَی اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا کَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ۚ قَالَ اِنَّکُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ۔ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِیْهِ وَبٰطِلٌ مَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۔ قَالَ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْکُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ۔

(الاعراف۔۱۳۸تا۱۴۰)

بنی اسرائیل کو ہم نے سمندر سے گزار دیا، پھر وہ چلے اور راستہ میں ایک ایسی قوم پر ان کا گذر ہوا جو اپنے چند بتوں کی گرویدہ بنی ہوئی تھی، کہنے لگے: "اے موسیٰ ہمارے لئے بھی کوئی ایسا معبود بنا دیجئے جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں" موسیٰ نے کہا "تم لوگ بڑی نادانی کی باتیں کرتے ہو، یہ لوگ جس طریقہ کی پیروی کررہے ہیں، وہ تو برباد ہونے والا ہے، اور جو عمل وہ کررہے ہیں، وہ سراسر باطل ہے" پھر موسیٰ نے کہا" کیا میں اللہ کے سوا کوئی اور معبود تمہارے لئے تلاش کروں حالانکہ وہ اللہ ہی ہے، جس نے تمہیں دنیا بھر کی قوموں پر فضیلت بخشی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ بنی اسرائیل کو اپنی صحیح معرفت عطا فرمائی اور توحید کی اس دولت سے نوازا جس سے بڑی کوئی دولت نہیں، ان کے اندر ایمان پیدا کیا، وہ یہ سمجھے کہ اللہ کے سوا اس دنیا میں کوئی پرستش اور بندگی کے لائق نہیں، اور اس کے سوا اس دنیا میں کسی کی حکومت نہیں، لیکن وہ ایسے ناقدردان اور نادان تھے کہ انھوں نے ایک مرتبہ ایک میلہ دیکھا کہ جس میں خدا کے سوا اور ہستیوں کو لوگ پوج رہے تھے، اس منظر کو دیکھ کر ان کے منہ میں پانی بھر آیا، کہ اگر ہمارے لئے بھی ایسے ہی معبود تجویز کردیئے جاتے جن کے سامنے ہم اپنے ذوق عبودیت کا اظہار کرتے تو کیسی رونق اور بہار ہوتی، انھوں نے کہا:-

یٰمُوْسَی اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا کَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ۚ (الاعراف۔۱۳۸)

اے موسیٰ! ہمارے لئے بھی کوئی ایسا معبود بنا دیجئے جیسے ان لوگوں کے لئے معبود ہیں۔

اے موسیٰ ذرا ہمارے لئے ایسے ہی کوئی ظاہری اور مجسم شکل میں معبود تجویز دیجئے، جیسا کہ ان کے پاس ہے، اپنے وقت کا موحد اعظم بولا "انکم قوم تجهلون" "تم پرلے درجہ کے نادان ہو، تمہاری عقل پر پتھر پڑے ہیں، تمہیں نظر نہیں آتا؟" اِنَّکُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ۔ جو یہ کررہے ہیں، وہ خاک میں مل جانے والا ہے، وہ کچھ کام آنے والا نہیں، اس کے بعد انھوں نے ذرا سمجھا کر کہا:-

قَالَ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْکُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ۔

(الاعراف۔۱۴۰)

پھر موسیٰؑ نے کہا:- کیا میں اللہ کے سوا کوئی اور معبود تمہارے لئے تلاش کروں؟ حالانکہ وہ اللہ ہی ہے، جس نے تمہیں دنیا بھر کی قوموں پر فضیلت بخشی ہے۔"

اللہ کے بندو! خدا تمہارے حال پر رحم کرے، خدا تمہیں عقل اور سمجھ دے، "اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْکُمْ اِلٰهًا ۔" "میں خدا کو چھوڑ کر تمہارے لئے اور کوئی خدا لاؤں؟" "وَّهُوَ فَضَّلَکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ۔ حالانکہ اس نے تم کو دنیا پر (اسی عقیدہ توحید کی بناء پر) فضیلت دی ہے، اور تم کہتے ہو کہ اس فضیلت دینے والے، احسان کرنے والے خدا کو چھوڑ کر جس نے فرعون کی غلامی سے تم کو نجات دی، میں کوئی عاجز اور بے اختیار خدا تمہارے سامنے لے آؤں.

دائمی جدوجہد

ایک خصوصیت خاندان ابراہیمی کی یہ ہے کہ جہاں رہے گا، حق کے لئے سینہ سپر رہے گا، توحید کی صدا بلند کرتا رہے گا، اللہ کے راستہ کی طرف سب کو بلاتا رہے گا، یہ سعادت قیامت تک کے لئے ملت ابراہیمیؑ کے لئے مقرر اور مقدر ہو چکی ہے، جس نے اللہ کے نام کا جھنڈا بلند کیا، دنیا کے کسی گوشہ اور کسی حصہ میں آپ اگر سراغ لگائیں گے، اور تحقیق کریں گے تو سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کا رشتہ ملتا ہوگا، دنیا میں بار بار جنگیں ہوئیں، ماضی قریب میں دو عالمگیر جنگیں ہو چکی ہیں، اور وہ دنیا پر سخت تباہی لائیں، لیکن ان میں سے کوئی خاندان ابراہیمی کی جنگ نہیں تھی، اس جنگ میں خاندان ابراہیمی کی کوئی شاخ فریق نہیں تھی، یہ پیٹ کے لئے تھی، یہ بازاروں کے لئے تھی، مارکیٹ حاصل کرنے کے لئے تھی، حکومت اور اقتدار کے لئے تھی، یہ ہوا وہوس کی جنگ تھی، اس لئے کہ یہ ملت ابراہیمی کی طرف سے نہیں لڑی گئی تھی۔

آج ساری دنیا میں جس کو دیکھیں گے، کہ وہ اللہ کے نام کی رٹ لگاتا ہے، خود بھی لیتا ہے، دوسروں کو بھی تلقین کرتا ہے، اگر تحقیق کریں گے تو وہ ابراہیمی ومحمدی نکلے گا اس کا تعلق دور سے یا قریب سے سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکلے گا، یا ان کی صلبی اولاد میں ہے، یا ان کے داعیوں اور منادیوں کے ذریعہ وہ ان کے معنوی خاندان میں داخل ہو چکا ہے، قیامت تک کے لئے توحید کا اعلان، قیامت تک کے لئے ایمان کی دعوت، قیامت تک کے لئے خوف خدا اور فکر آخرت کی دعوت، قیامت تک کے لئے دینی جدوجہد کو اللہ تعالیٰ نے خاندان ابراہیمیؑ کے سپرد کردیا ہے، ہر جگہ، ہر زمانہ میں خاندان ابراہیمیؑ کا کوئی سرپھرا ملاح موجوں سے ٹکراتا رہے گا، دھارے کے خلاف کشتی کو چلاتا رہے گا، بازو شل ہو جاتے ہیں، پتوار جواب دے جاتے ہیں، موجیں گستاخیاں کرتی ہیں، مگر خاندان ابراہیمیؑ کا ملاح ہے کہ ؏

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مرد درویش جس کو حق نے دیئے ہیں انداز خسروانہ

(از: اسلام مکمل دین، مستقل تہذیب)

مسلمان بچوں کا کامیاب نصاب تعلیم

آسان زبان اور دلنشیں انداز

از:- حکیم شرافت حسین رحیم آبادی

● اچھا قاعدہ ● اچھی باتیں چھ ۶ حصے ● اللہ کے رسولؐ ● حضرت ابوبکرؓ ● حضرت عمرؓ ● حضرت عثمانؓ ● حضرت علیؓ ● حضرت خدیجہؓ ● حضرت عائشہؓ ● حضرت سودہؓ ● اچھے قصے ● آسان فقہ ● ہمارا ایمان

آپ اگر چاہتے ہیں کہ آپ کے بچے ابتداء ہی سے مومن اور مسلم بنیں کفر والحاد سے ان کے اندر نفرت کا جذبہ پیدا ہو، تو آج ہی آپ اپنے معصوم نونہالوں کو یہ کامیاب نصاب تعلیم پڑھائیں جس کا اعتراف مفسر قرآن مولانا عبدالماجد دریاآبادیؒ اور مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ جیسے مشاہیر علماء نے کیا ہے۔ حکیم صاحب رحیم آبادیؒ نے طویل تجربہ اور محنت کے بعد یہ کتابیں لکھیں۔

ملک اور بیرون ملک کے ہزاروں مکاتب اور مدارس نے اپنے یہاں داخل نصاب کیا۔ بعض لوگ غیر قانونی طریقہ پر کتابوں کو ناقص اور ادھوری شکل میں شائع کرکے مجرمانہ حرکت کررہے ہیں۔ آپ ایسے دھوکہ بازوں سے ہوشیار رہیں۔ اور کتابیں براہ راست ناشر مکتبہ دین ودانش مکارم نگر لکھنؤ سے حاصل کریں۔ فون نمبر: 0522-327970

پورے سٹ کی رعایتی قیمت صرف -/100 روپے مزید براں ڈاک خرچ Rs. 30/=

مکتبہ دین ودانش مکارم نگر لکھنؤ

معاشرہ کی تعمیر میں

اسلامی تہذیب کا قائدانہ کردار

تحریر: مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی ——— ترجمہ: محمد فرمان نیپالی ندوی

روئے زمین کے اکثر باشندے سائنس و ٹکنالوجی کے اس دور میں زندگی اور معاشرۂ انسانی کی ترقی کے لئے مغربی تہذیب کو اصل قائد و رہنما تصور کر بیٹھے ہیں، تہذیب حاضر کے متوالوں کا یہ تصور اس سے گہری دلچسپی کا غماز ہے۔ اس کے اکرام و احترام کے وہ اسی طرح قائل ہو چکے ہیں، جس طرح انھوں نے خاک و وطن، رنگ و نسل کو مقدس سمجھ رکھا ہے، اہل یورپ نے تو مختلف قدیم ثقافتوں کو مقدس سمجھا، اسے اپنی زندگی میں برتا اور سائنسی و فکری میدانوں میں ناکام مغربی اقوام و ملل کے نمائندے اس کے شانہ بہ شانہ چلے، اور اس کی نافعیت کی ایسی صدا لگائی جس کی صدائے بازگشت دنیا کے چپہ چپہ میں سنی گئی، اور بطور دلیل خود ساختہ تاریخی واقعات کو پیش کیا، یہ عمل اس وقت سے بحسن و خوبی انجام پانے لگا جب یورپ اپنی گہری نیند سے بیدار ہوا، اور بالخصوص جب یورپ نے اسپین میں مسلمانوں کے علمی سرمایہ اور مختلف شعبہ ہائے زندگی پر اسلامی کلچر و ثقافت کا بغور مطالعہ کیا تو اس کی نگاہیں خیرہ ہو کر رہ گئیں، ارسطو کے دور کے متروک علمی سرمایہ کے ضائع ہونے پر انھیں افسوس ہوا اور اپنی غفلت و کوتاہی پر کف افسوس ملتے رہے، آج یورپ جو علمی ترقی میں فوقیت و برتری رکھتا ہے وہ سب اسلامی تہذیب ہی کی دین ہے۔

اسلامی تہذیب ایک عطیۂ ربانی ہے جو فطرت انسانی کے ساتھ بالکل ہم آہنگ ہے اور اس میں انسانیت کی کامیابی کا راز پنہاں ہے اور زندگی کے مادّی، روحانی، علمی، فکری، معاشرتی، سیاسی اور اقتصادی پہلوؤں پر مشتمل ہے اللہ رب العزت نے سیدنا آدم علیہ السلام کی خلافت ارضی کے توسط سے انسانوں کو اس سے نوازا ہے، خلافت ارضی سے متعلق قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَ نُقَدِّسُ لَكَ قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِئُوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (سورۂ بقرہ)

ترجمہ: میں زمین میں ایک نائب ضرور بناؤں گا فرشتے کہنے لگے آپ زمین میں ایسے لوگوں کو پیدا کریں گے جو فساد کریں گے اور خونریزی کریں گے اور ہم برابر تسبیح کرتے رہتے ہیں اور آپ کی تقدیس کرتے رہتے ہیں حق تعالیٰ نے فرمایا میں اس بات کو جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے، اور اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کا علم دیا پھر وہ چیزیں فرشتوں کے روبرو کر دیں اور فرمایا بتلاؤ مجھے ان کے اسماء اگر تم سچے ہو۔

بلاشبہ علم و معرفت کے تعلق سے اللہ رب العزت اور ملائکہ کے درمیان کی گفتگو خدائی تہذیب کی پہلی اساس ہے انسان اسی خدائی تہذیب کا حاجت مند ہے اور کائنات اور انسانی زندگی کا راز اس میں مضمر ہے اور انسانیت کی نجات اس پر موقوف ہے یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ علم ہی تہذیب کی بنیاد اور اس کی جڑ ہے اور معاشرہ کی تعمیر میں خشتِ اول کی حیثیت رکھتا ہے اسی وجہ سے اسلام نے علم کے مقام کو بہت بلند کیا ہے اور اس کے حصول کے لئے تمام ممکن الحصول وسائل اختیار کرنے کی دعوت دی ہے، آقائے مدنی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب پہلی وحی نازل ہوئی تو علم کی اہمیت پر زور دیا گیا اور اس کی وضاحت بھی کی گئی کہ تہذیب کا تکملہ تعلیم و تربیت ہے۔

علامہ ابن قیم تحریر فرماتے ہیں کہ علم کی دو قسمیں (۱) فرض عین (۲) فرض کفایہ

فرض عین: فرض عین وہ علم ہے جس کا حاصل کرنا انسان پر ضروری ہے اس کی چند قسمیں ہیں:

(۱) پانچ چیزوں پر ایمان لانے کا علم جیسے اللہ پر ایمان لانا، فرشتوں، رسولوں، نازل شدہ کتابوں اور روز جزاء پر ایمان لانا، جو شخص ان پانچ چیزوں پر ایمان نہیں لاتا ہے وہ مومن نہیں کہلائے گا۔

(۲) اسلامی قوانین اور آداب و ضوابط کا جاننا جیسے وضو کرنے کا طریقہ معلوم ہونا، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کی ادائیگی کے شرائط سے واقف ہونا۔

(۳) شریعت اسلامیہ میں جو پانچ چیزیں حرام ہیں ان کا علم ہونا۔

ان پانچ چیزوں کو قرآنی آیات میں اس طرح بیان کیا گیا ہے

قل انما حرم ربی الفواحش ما ظهر منها وما بطن، والاثم والبغی بغیر الحق، وان تشرکوا بالله مالم ینزل به سلطانا وان تقولوا علی الله مالا تعلمون (سورہ اعراف)

ترجمہ: آپ فرما دیجیے میرے رب نے تمام فحش باتوں کو حرام کیا ہے ان میں جو اعلانیہ ہوں وہ بھی اور انمیں پوشیدہ ہوں وہ بھی، اور ہر گناہ کی بات کو اور ناحق کسی پر ظلم کرنے کو، اور اس بات کو کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک ٹھہراؤ جس کی اللہ تعالیٰ نے کوئی سند نازل نہیں فرمائی اور اس بات کو کہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ ایسی بات لگا دو جس کی تم سند نہ رکھو۔

(۴) معاشرتی اور اقتصادی مسائل کا علم ہونا۔

فرض کفایہ: فرض کفایہ وہ ہے جس کا حاصل کرنا سب پر ضروری نہیں بلکہ اگر اس کو چند افراد حاصل کرلیں تو دوسرے لوگوں سے ساقط ہو جاتا ہے، اس سے قوم کی زندگی کی مادی ترقی وابستہ ہو، جیسے ڈاکٹری، ریاضیات، انجینیرنگ، زمین کی پیمائش، کاشتکاری، بُنائی، لوہاری، فنکاری، تجارت اور اس کے علاوہ دیگر علوم ہیں، امت کی ایک جماعت کو ان کے حصول کے لئے تن من دھن کی بازی لگا دینی چاہئے تاکہ قوم کی اقتصادی و معاشی صورت حال مستحکم ہو، اور دوسری قوموں سے معاملاتی تعلقات استوار ہو سکیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ فرض عین کے تحت عبادات، اخلاقیات اور کبیرہ گناہوں سے اجتناب جیسے مسائل آتے ہیں، اور یہ اعمال انسان کی ذاتی شخصیت سے متعلق ہیں۔ جہاں تک فرض کفایہ کا تعلق ہے تو اس کے تحت امن و امان کے قیام، لوگوں کے مابین صلح و صفائی کا اہتمام، عہدے اور مناصب کی انجام دہی اور ایسے علوم میں مہارت و کمال اور کاریگری داخل ہے جس سے قوم و ملت بآسانی عروج پر پہنچے اور دنیا کے تمام باشندے چین و سکون کی ٹھنڈی سانس لے سکیں، اسی وجہ سے فرض کفایہ کے سلسلہ میں اتنا کہہ دینا کافی ہے "جب قوم کے کچھ افراد اس کو انجام دے دیں تو باقی لوگوں سے ساقط ہو جاتا ہے"۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ جو معاشرہ ان علمی عناصر سے تشکیل پائے گا وہ زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہوگا، ترقی کی راہ پر گامزن ہوگا، امن و امان کی فضا پیدا ہوگی، نیک بختی اور خیر و سلامتی کا دور دورہ ہوگا، لوگوں کے تعلقات ایک دوسرے سے مستحکم ہوں گے، باہم الفت و محبت اور ایثار و قربانی کا جذبہ پیدا ہوگا اور خدائے وحدہٗ لاشریک سے لوگوں کا تعلق مضبوط ہوتا چلا جائے گا، ہدایت کے راستے کھلتے چلے جائیں گے اور انسان اپنے جملہ اعمال میں اللہ ہی سے لو لگائے گا، اسی کو مشکل کشا اور خالق و رازق سمجھے گا، اخلاقی اور معاشرتی امراض سے پاک و صاف ہوگا اور ظلم و زیادتی اور حق تلفی سے اس کو غایت درجہ نفرت ہوگی۔

اس وقت لوگوں کے سامنے یہ حقیقت عیاں ہوگی کہ یہ تہذیب و ثقافت انسانی حقوق کی پاسداری کی داعی ہے، حقوق اللہ کی بجا آوری پر ابھارنے والی ہے، ظلم و تشدد، بے گناہوں کے ساتھ قتل و غارت گری اور انسانی معاشرے میں شر و فساد کی تخم ریزی کی شدید مخالف ہے، اس تہذیب کی فطرت تعمیر ہے تخریب نہیں، محبت ہے عداوت نہیں، انصاف پسندی ہے ناانصافی نہیں، اس کے بالمقابل دنیا کی مادی تہذیبیں اور موقع پرستی پر مبنی نظریات وغیرہ سب قابل مذمت ہیں کیونکہ ان نظریات میں انسانی منافع و مصالح کی پاسداری کا ذرا بھی لحاظ نہیں، ان میں اعتدال و توازن مفقود ہے، غم خواری اور رحم و کرم سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔

آقائے مدنی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے معاشرہ کی تعمیر کی مثال اپنے علم و حکمت اور نور و ہدایت سے دی تھی اور کہا تھا کہ

١٠ر فروری ٢٠٠٢ء

"اللہ رب العزت نے جو علم و ہنر اور نور و ہدایت مجھے دے کر بھیجا ہے اس کی مثال اس بارش کے پانی کی طرح ہے جو کسی زمین پر خوب خوب برسا، اس زمین کا ایک حصہ زرخیز اور شاداب تھا تو پانی اندر جذب ہو گیا جس سے پوری زمین سرسبزی سے لہلہا اٹھی اور دوسرا حصہ خشک اور بہت سخت تھا جس نے پانی ذرا بھی جذب نہیں کیا، سطح زمین پر وہ پانی باقی رہا لوگوں نے اس سے فائدہ اٹھایا اپنے مویشیوں اور چوپاؤں کو خوب پلایا اور پھر اس سے آبپاشی بھی کی، تیسرا حصہ وہ تھا جس نے پانی ذرا بھی نہیں جذب کیا بلکہ یوں ہی ضائع ہو گیا، پہلی قسم ان لوگوں کی ہے جنھوں نے میری تعلیمات سے فائدہ اٹھایا خود عمل کیا اور دوسروں کو عمل کی ترغیب بھی دی، اور دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جنھوں نے میری تعلیمات کی طرف ذرہ برابر بھی توجہ نہیں دی اور جس ہدایت کو لے کر میں مبعوث کیا گیا ہوں اس کو قبول نہیں کیا۔"

اسلامی معاشرہ ایمان و عمل کے بہترین امتزاج کا معاشرہ ہے، جسم و روح کے اجتماع کا معاشرہ ہے، دین و دنیا کی نیکیوں سے نوازنے والا معاشرہ ہے اس میں زندگی کے جملہ شعبہ جات کا حل موجود ہے، سختی و نرمی، راحت و آسانی خوشحالی و پریشانی، صلح و آشتی، جنگ و جدال اور معرکہ آرائی، فقر و محتاجی اور دولت و مالداری غرض یہ کہ ہر درد کا درماں اور ہر زہر کا تریاق اسی اسلامی تہذیب میں موجود ہے۔ اس لئے یہ تہذیب ایک نمونہ والی تہذیب ہے اور تاقیامت باقی رہے گی ایسا اس وجہ سے ہے کہ یہ فطرت انسانی کے عین مطابق ہے۔

فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا
لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اسلامی تہذیب ہی معاشرہ کی تعمیر میں قائدانہ کردار ادا کر سکتی ہے کیونکہ اس کی سرحد علم و ایمان سے ملتی ہے، اخلاقی قدریں اس کے ماتحت ہیں اور ہر زمان و مکان کے ساتھ ہم آہنگ اور سیدھے راستہ کی رہنمائی اسی میں ہے۔

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ
وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ
ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

(سورۂ انعام۔۱۵۴)

ترجمہ: اور یہ کہ میرا سیدھا رستہ یہی ہے تو تم اسی پر چلنا اور راستوں پر نہ چلنا (ان پر چل کر) خدا کے راستے سے الگ ہو جاؤ گے۔ ان باتوں کا خدا تمھیں حکم دیتا ہے تاکہ تم پرہیزگار بنو۔

(بقیہ)

امریکہ غلامی سے آزادی کی طرف

چند سال پہلے ہی کی تو بات ہے کہ روس جیسی سپر پاور افغانستان آ کر بکھر گئی، ریاستہائے متحدہ امریکہ کے لئے بھی یہ ممکن ہے اور شواہد بھی بتا رہے ہیں کہ افغانستان میں آ کر اس کو بکھرنا ہے۔

عسی ان تکرھوا شیئاً وھو خیرلکم و عسی ان تحبوا شیئاً وھو شرلکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون۔

مغربی صحافت دراصل یہودی صحافت ہے

مغربی میڈیا اور اس کے اثرات

تالیف: نذرالحفیظ ندوی

- نیا عالمی نظام
- مغربی میڈیا کا تاریخی پس منظر
- میڈیا کے کردار کے بارے میں یہودی عزائم
- دنیا کے پردۂ سیمیں پر مسلمانوں کی تصویر
- عالم عربی پر مغربی میڈیا کی یورش
- ہندوستانی میڈیا مغرب کے نقش قدم پر
- ٹی وی کے منفی اثرات
- ذرائع ابلاغ کا علمی و فنی تجزیہ
- اسلامی میڈیا نظریہ اور عمل
- شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے

ان موضوعات پر سیر حاصل گفتگو
ایک قابل مطالعہ کتاب۔ اردو زبان میں پہلی کتاب
دہلی، دیوبند، حیدرآباد، کشمیر، لکھنؤ کے
BOOK DEPOT پر دستیاب۔
مجلد۔ خوبصورت سرورق۔ روشن طباعت
قیمت =/Rs.90

گناہ گار ہوں مایوس کبھی ہے بخشش
کہ شان رحمت پروردگار باقی ہے
سید تابش لکھنوی

خودداری اور عزتِ نفس

● ڈاکٹر محمد نعیم صدیقی ندوی (ابوظبی)

خودداری اور عزت نفس دونوں لازم و ملزوم ہیں، یہ وہ اخلاقی وصف ہے جس سے انسان اپنی عزت، اپنے مرتبہ اور اپنی حیثیت کی حفاظت کرتا ہے، معاشرتی زندگی کے تمام حالات میں انسان کو اپنی حیثیت اور عزت محفوظ رکھنے کے لئے اس کی ضرورت ہوتی ہے، جس میں یہ وصف نہ ہوگا۔ اس میں نہ نظر کی وسعت ہوگی نہ خیال کی رفعت، نہ خیال کی بلندی اور نہ لوگوں کی نگاہوں میں اس کی عزت ہوگی۔

یہ عزت اور وقار سب سے پہلے تو اللہ جل شانہ کی بلند و برتر ذات کے لئے سزاوار ہے جو تمام عزتوں کا منبع و مرکز ہے، اور اس کے وسیلے انسان کو جو عزت حاصل ہوتی ہے وہی بھی عزت ہے، منافقین کو خطاب کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے۔

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ

اور عزت تو اللہ کے لئے ہے اور اس کے رسولؐ کے لئے اور ایمان والوں کے لئے ہے لیکن منافق نہیں جانتے، اس آیت نے مسلمانوں کو ایمان کی وہ عزت بخشی ہے جو کبھی چھینی نہ جاسکے گی اس لئے ہر مسلمان کا سر ہر باطل کے سامنے اونچا رہنا چاہئے۔ اور اس کو اپنی دینی خودداری کو ہر وقت محسوس کرنا چاہئے۔ اور اس لئے اس کو بہترین اخلاق کا نمونہ بن کر سامنے آنا چاہئے، تعلیم محمدیؐ کے اثر سے صحابہ کرامؓ کے دل اس صحیح خودداری کے احساس سے ہمیشہ معمور رہتے تھے، چنانچہ جب وہ قیصر و کسریٰ کے مقابلہ میں صف آرا تھے، تو ان کی اسلامی خودداری کا یہ عالم تھا کہ معمولی سا معمولی مسلمان اس وقت دنیا کے بڑے سے بڑے بادشاہوں کے دربار میں بے دھڑک گھستا چلا جاتا تھا، اور پوری دلیری، جرأت اور آزادی کے ساتھ گفتگو کرتا تھا۔ مسلمان جب تک اپنے اس اسلامی شعار پر قائم رہے، ان کی اولوالعزمی اور بلند ہمتی کی ساری دنیا معترف رہی۔

تواضع و انکساری

بعض لوگ غلط فہمی کے باعث خودداری کے استعمال و اظہار کو کبر و غرور میں شمار کرنے لگتے ہیں، علامہ شہاب الدین آلوسی نے مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں شیخ ابوحفص سہروردیؒ کا یہ قول نقل کیا ہے:

(ترجمہ) "خودداری اور عزت نفس غرور سے الگ چیز ہے کیونکہ خودداری میں اپنی ذات کی حیثیت کو جاننے اور اس کو اس سے بالاتر رکھنے اور بچانے کا نام ہے کہ وہ دنیا کی فانی چیزوں کے لئے پستی میں نہ اتر جائے اور غرور اپنی ذات کی اصلی حیثیت کو فراموش کر جائے۔ اور اس کو اس کی جگہ سے بلند کرنے کو کہتے ہیں، پس عزت نفس و خودداری "ذلت" کی ضد ہے جس طرح کہ غرور و تکبر تواضع و انکساری کی ضد ہے"۔

(تفسیر روح المعانی ۲۸/۱۰۲)

امام فخرالدین رازی نے معمولی تغیر کے ساتھ اس قول کو نقل کرنے کے بعد مزید لکھا ہے:

ترجمہ "کسی مومن کے لئے اپنی ذات کو گرانا جائز نہیں ہے۔ خودداری ظاہری شکل و صورت کے لحاظ سے تو کبر و غرور کے مشابہ ہے لیکن اصلیت اور حقیقت کے لحاظ سے اس سے بالکل مختلف ہے، جس طرح تواضع و انکساری ظاہر میں خود کو گرانا اور پست کرنا معلوم ہوتا ہے، حالانکہ تواضع کی صفت قابل ستائش ہے اور خودی کو پست کرنا قابل مذمت چیز ہے اسی طرح غرور و تکبر قابل مذمت اور خودداری قابل تعریف وصف ہے"

(تفسیر کبیر ۶/۲۹۸)

خودداری عین شرافت ہے

استاذ الاساتذہ علامہ سید سلیمان ندویؒ نے لکھا ہے کہ "یہ خودداری عین شرافت ہے، جس میں یہ وصف نہیں، لوگوں کی آنکھوں میں اس کا وقار نہیں۔ اسلام میں صفائی ستھرائی کا جو حکم دیا گیا ہے اس میں ایک مصلحت یہ بھی ہے کہ گندگی کی وجہ سے انسان دوسروں کی نظر میں حقیر نہ معلوم ہو، ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نہایت کم حیثیت کپڑے پہن کر آیا۔ فرمایا تمہارے پاس کچھ مال ہے؟ اس نے کہا اونٹ، بکری، گھوڑے، غلام سب کچھ ہیں۔ ارشاد ہوا کہ جب خدا نے تم کو مال دیا ہے تو خدا کے فضل و احسان کا اثر تمہارے جسم سے بھی ظاہر ہونا چاہئے"۔

(سیرت النبی جلد ۶ ص ۴۲۰)

فقر و فاقہ کی حالت یا حرص و طمع کے موقع پر

انسان سے جو خودداری ظاہر ہوتی ہے اس کا نام شریعت کی اصطلاح میں تعفف اور استعفاف ہے، اور قرآن نے اصحاب صفہ کے اس وصف کے متصف ہونے کا ذکر نہایت ستائشی انداز میں کیا ہے:

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ یَحْسَبُھُمُ الْجَاھِلُ اَغْنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُھُمْ بِسِیْمَاھُمْ لَا یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا.

(صدقہ تو ان) حاجتمندوں کا حق ہے جو اللہ کی راہ میں محصور (یعنی گھرے ہوئے) بیٹھے ہیں، ملک میں کسی طرف کو جا نہیں سکتے. اور ناواقف لوگ ان کی خودداری کی وجہ سے ان کو مالدار سمجھتے ہیں: تم ان کو ان کی صورت سے پہچان لوگے. (کہ وہ ضرورتمند ہیں) وہ لپٹ کر لوگوں سے نہیں مانگتے،

سوال یعنی مانگنے کی سب سے بتذل صورت گداگری ہے. اور اسلام نے اس کی نہایت شدت سے ممانعت کی ہے، ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص ہمیشہ بھیک مانگتا رہتا ہے وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرہ پر گوشت کا ایک ٹکڑا بھی نہ ہوگا. یہ اس کی اس حالت کی تمثیل ہوگی کہ دنیا میں اس نے اپنی خودداری قائم نہیں رکھا اور اپنی عزت وآبرو گنوادی.

عزت وذلت: اس طرح تنگدستی کی حالت میں دوسروں سے اعانت کی درخواست کرنے پھرنا بھی خودداری یا کم از کم کمال خودداری کے منافی ہے، جو ایک ایمانی صفت اور ایمان کا تقاضا ہے. اس سے معلوم ہوا کہ ایک مسلمان کے لئے خداداد نعمت ایمان وہ عزت ودولت ہے جس کے مقابلہ میں ساری نعمتیں اور دولتیں ہیچ ہیں مؤمن حقیقی خدا کے سوا کسی کی طرف رخ نہیں کرتا. وہ کسی کے سامنے نہیں جھکتا. وہ کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتا. اور ایک مسلمان کی حیثیت سے وہ اپنا پایہ ساری دنیا سے بلند سمجھتا ہے، اور یقین رکھتا ہے کہ عزت وذلت صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے اس لئے خودداری کو قائم رکھنا اسلام کی عزت و سربلندی کو قائم رکھنا ہے. اور اسی فیض تعلیم کا یہ اثر ہے کہ آج بھی جب ہم کسی مسلمان کو پست کردار دیکھتے ہیں تو یہ کہکر اس کی اسلامی خودداری کو بیدار کرتے ہیں کہ "مسلمان ہوکر ایسا کرتے ہو" یعنی اسلام کی نعمت سے بہرہ ور شخص ایسی دناءت اور پستی کا کام کس طرح کرسکتا ہے.

> خودداری عین شرافت ہے جس میں یہ وصف نہیں، لوگوں کی آنکھوں میں اس کا وقار نہیں (علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ انسان کے اپنے مقام سے گرنے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اس کا رشتہ خالق کائنات سے کٹ جاتا ہے، یہ خود فراموشی کی لعنت لازمی نتیجہ ہوتی ہے خدا فراموشی کا چنانچہ قرآن میں یہ حقیقت نہایت واضح الفاظ میں بیان کی گئی ہے. فرمایا گیا ہے.

وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ نَسُوا اللّٰہَ فَاَنْسٰھُمْ اَنْفُسَھُمْ (الحشر ع ۳)

اور نہ ہوجاؤ ان لوگوں کی طرح جنھوں نے خدا کو فراموش کردیا. تو اللہ نے انھیں خود فراموشی میں مبتلا کردیا.

قدم جادۂ حق سے نہ ڈگمگائے

ایک خوددار شخص کا راست باز ہونا بھی ضروری ہے، راستبازی کا مفہوم بہت وسیع ہے اس میں زبان ودل کی ہم آہنگی، قول وعمل کی مطابقت، ظاہر وباطن کی ہم رنگی اور عقیدہ وفعل کی ہم عنانی سب شامل ہے کیسے ہی خطرات کا سامنا اور شدائد کا اندیشہ ہو قدم جادۂ حق سے نہ ڈگمگائے. ذاتی نفع نقصان کا لحاظ کئے بغیر قلب کی سچائی کے ساتھ حق بات کہنا اور حق پر عمل کرنا ایک مؤمن کامل کی شان ہے. اظہار حق میں کبھی پس وپیش نہ کرنا چاہئے. اس سے انسان کے اندر جرأت واستقامت کی صفات میں اضافہ ہوتا ہے.

زبان کے ساتھ راست بازی کا تعلق دل سے بھی ہے. اگر حق گوئی میں زبان کے ساتھ دل بھی ہم آہنگ ہو تو اس کا دوسرا نام اخلاص ہے. اور اس کی برعکس کیفیت کا نام نفاق ہے اور صدق عمل کا مطلب یہ ہے کہ انسان کا ہر کام اس کے ضمیر کی آواز کے مطابق ہو.

راستبازی کے مفہوم کی اس وسعت کے پیش نظر کہا جاسکتا ہے کہ آج کا وہ صحافی جو روزانہ بے بنیاد خبریں شائع کرتا ہے، وہ سیاستداں جو عوام کی حمایت حاصل کرنے کے لئے ان کے سامنے مسائل ومعاملات کی غلط اور الٹی تصویر پیش کرتا ہے، وہ سیاسی حاشیہ نشیں جو ایمان وضمیر کا سودا کرکے باطل کو حق ثابت کرنے کے لئے اپنے قلم وزبان کی پوری طاقت صرف کردیتا ہے وہ مفاد پرست طبقہ جو حقیر متاع دنیا کی خاطر اجتماعی مفادات کو پس پشت ڈال دیتا ہے. وہ صاحب علم اور اہل قلم جو زہر کو زہر کہنے کی جرأت اپنے اندر نہیں رکھتا، یہ سب ایک عظیم ترین گناہ کے مرتکب اور سخت ترین سزا کے مستحق ہیں.

"وباللہ التوفیق"

(چوتھی اور آخری قسط)

امریکہ غلامی سے آزادی کی طرف

نذر الحفیظ ندوی

گزشتہ سطور سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ امریکہ کا وجود ایک عیسائی اکثریت والے ملک کی حیثیت سے ختم ہوچکا ہے اس لئے بھی کہ انجیلی عیسائیوں کی اکثریت (چالیس ملین) آج بھی اس لئے اسرائیل کی حمایت کرتی ہے کہ انھیں یقین ہے کہ یہودی بائبل کے زمانہ کی طرح اب بھی خدا کی منتخب اور محبوب قوم ہیں، اس نظریے کے مبلغ پاٹ پیٹرسن اور فال ویل جیسے عیسائی مبلغین ہیں جن کے دینی پروگراموں کو کروڑوں امریکی دیکھتے ہیں بیشتر امریکی صدور (ریگن وکارٹر وغیرہ) بھی اس نظریے سے متاثر ہیں کہ اسرائیل اور امریکہ کی سلامتی ایک دوسرے سے مربوط ہے. ایک سینیر صدارتی مشیر جس نے تیس سال تک وہائٹ ہاؤس میں کام کیا ہے —— کا کہنا ہے کہ میں نے کسی بھی صدر کو اسرائیلی لابی کا سامنا کرتے نہیں دیکھا، اسرائیلی جو چاہتے ہیں وہ حاصل کرلیتے ہیں، گویا امریکہ اور اسرائیل دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم ہیں، لیکن اسرائیل کے تئیں اتنی زبردست حمایت کے باوجود امریکہ میں خاصی تعداد ایسی عیسائی تنظیموں کی ہے جو یہودیوں سے شدید عداوت ونفرت رکھتی ہیں حتیٰ کہ یہودیوں کی بھی ایک بڑی تعداد امریکی حکومت کی اس پالیسی کو پسند نہیں کرتی کہ اسرائیل کی اندھی تائید وحمایت کی جائے، جب سے مسلمانوں کا امریکی معاشرہ میں وجود نمایاں ہونا شروع ہوا ہے امریکی عیسائیوں کے سامنے یہودی سحر اور پروپیگنڈے کی طاقت ماند پڑنے لگی ہے، لیکن امریکہ کو یہودیوں کی غلامی سے نجات دینے کے لئے وہاں کے مسلمان ہی امید کی کرن ہیں اور یہی واحد حل ہے کہ امریکی مسلمان ایک طاقتور داعی کی حیثیت سے ابھر کر سامنے آئیں اور اس سپر پاور کی قیادت یہودیوں سے حاصل کرلیں.

اس واقعہ کا منفی اثر اسلام دشمنوں پر اس طرح پڑ رہا ہے کہ ان کی اقتصادی فوجی اور سیاسی شہ رگ تیزی سے کٹتی جارہی ہے. ۱۱ر ستمبر کے بعد سے امریکہ نے کساد بازاری سے بچنے کے لئے تین بار اپنی محفوظ رقم کے منافع میں کٹوتی کی ہے، اس معاشی بدحالی کا پھیلاؤ جاپان، تائیوان، میکسکو اور برازیل تک جا پہنچا، امریکہ کی عمومی اندرونی پیداوار میں جو کساد بازاری آئی ہے اسے وہ ٹیکنکل کساد بازاری قرار دے رہا ہے، اس نے اندرونی پیداوار کی شرح ۲۹ر اگست ۲۰۰۱ء تک سات فیصدی بتائی تھی، جب کہ یہ شرح حقیقتاً زیرو فیصد پر آگئی تھی اور ۳۱ر اگست کو منفی پر چلی گئی تھی، اس کساد بازاری کی وجہ سے امریکہ میں بے روزگاری تیزی سے بڑھ رہی ہے، ۱۱ر ستمبر کے بعد سے دس لاکھ سے زائد ملازمین اپنی ملازمتوں سے ہاتھ دھو چکے ہیں، بڑی بڑی کمپنیوں نے مزید ملازمین کو نکالنے کا فیصلہ کیا ہے. امریکہ کو ملنے والے الیکٹرانک مصنوعات کے آرڈر میں ۳،۲ فیصد کی کمی آئی ہے اس کے علاوہ مصنوعات کی تیاری میں بھی زبردست گراوٹ آئی ہے، عوام کی قوت خرید کو مصنوعی طور پر برقرار رکھا جارہا ہے ۲۰۰۰ء کے اکتوبر سے ۲۰۰۱ء کے اکتوبر تک بےروزگاری کی شرح میں ۲۰ فیصدی کا اضافہ ہوا ہے. امریکی ماہر معاشیات گولڈ مین سکس نے پیشین گوئی کی ہے کہ ۲۰۰۲ء کی جنوری تک اس میں مزید اضافہ ہوگا، ایک دوسرے ماہر معاشیات مورگن اسٹینلے کے مطابق امریکہ کی تجارت میں سالانہ ۲۰ فیصدی کی گراوٹ آئی ہے، دنیا

بھر میں اسٹاک مارکٹ تباہ ہوئی اور کھربوں کا سرمایہ آناً فاناً ڈوب گیا، اور قرآن مجید کی یہ پیشن گوئی جو اس نے قرن اول میں یہودیوں کے بارے میں کی تھی اکیسویں صدی میں اسی طرح پوری ہوئی کہ وہ اپنے گھروں کو اپنے ہی ہاتھوں تباہ و برباد کرتے ہیں۔ یخربون بیوتهم بایدیهم، امریکہ کا فوجی اور سیاسی جنازہ جس طرح نکلا اور جس طرح اس کا رعب و دبدبہ اور فرعونی مزاج ملیامیٹ ہوا وہ عذاب الٰہی کے سوا کچھ نہیں، اس کی کم عقلی، جہالت، بزدلی اور حیوانی جنون کے نمونے سامنے آئے اس کا تماشہ پوری دنیا نے دیکھا اور دیکھ رہی ہے۔ ع

شرم اس کو مگر نہیں آتی

اس کے برعکس یورپ اور امریکہ میں مقیم مسلمانوں کو جو فوائد حاصل ہوئے وہ بڑے دوررس نتائج کے حامل ہیں۔

اس واقعہ کا سب سے بڑا فائدہ تو یہ ہوا کہ انھیں اپنی اسلامیت کا احساس ہوا اور یہ کہ مسلمان کی اپنی خاص شناخت ہے اس کی خاص ثقافت و تہذیب ہے، اور وہ تمام قوموں میں اپنی خاص پہچان اور امتیازی شان رکھتے ہیں، اس واقعہ نے مسلمانوں کے اندر اپنے مذہب کی طرف واپسی کا زبردست جذبہ پیدا کر دیا، پہلے وہ اپنے کو مسلمان کہتے ہوئے شرماتے تھے لیکن اب برملا اپنے مسلمان ہونے کا اظہار کرنے لگے خاصی تعداد نماز اور اسلامی شعائر سے غافل تھی لیکن اب وہ بڑی تعداد میں مساجد میں آنے لگے، نمازیوں کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہوا، اس حد تک کہ عید کی نماز جگہ تنگ ہونے پر کئی قسطوں میں پڑھی گئی۔

جہاں مسلمانوں نے قرآن مجید اور دینی کتابوں سے دلچسپی میں اضافہ کر دیا وہیں امریکیوں اور یورپیوں نے بھی اسلام اور مسلمانوں کا ذکر ٹی وی پر دیکھ کر قرآن مجید اور اسلامی تاریخ اور دین اسلام سے متعلق کتابوں کی خریداری شروع کر دی۔ صرف امریکہ میں اسلام سے متعلق کتابوں کی خریداری میں تیس فیصدی کا اضافہ ہو گیا۔ اس میں بھی قرآن مجید کے انگریزی تراجم اتنی بڑی تعداد میں خریدے گئے کہ مکتبات کے سارے اسٹاک ختم ہو گئے۔ ایک اخبار نے لکھا کہ ایک ماہ کے اندر ۵۰ ہزار قرآن مجید فروخت ہوئے اور امریکی نیوز ایجنسیوں نے اطلاع دی کہ ۱۱ر ستمبر کے بعد سے قرآن مجید سب سے زیادہ فروخت ہونے والی کتاب بن گئی۔ اس کے ساتھ مساجد اور اسلامی مراکز میں غیر مسلموں کی آمد اور اسلام کے بارے میں سوالات کی اتنی کثرت ہو گئی کہ ادھر تیس سال کے عرصہ میں ایسا نہیں ہوا، بعض اسلامی مراکز کے ذمہ داروں نے بتایا کہ ایک ایک دن میں اسلام سے متعلق آٹھ آٹھ انٹرویو ٹی وی اور اخبار والوں کو دینے پڑے۔ یہ سلسلہ بڑھتا جا رہا ہے۔ خود مسلمانوں نے بھی ذرائع ابلاغ سے براہ راست رابطہ میں اضافہ کر دیا ہے۔ مساجد میں اسلام قبول کرنے والوں کا تانتا بندھ رہا ہے۔ تازہ ترین خبروں کے مطابق ۱۱ر ستمبر کے بعد سے دسمبر کے دوسرے ہفتے تک ۳۰ ہزار امریکیوں نے اسلام قبول کیا ہے۔ اگر امریکی مسلمان کروڑوں ڈالر خرچ کرتے تب بھی اسلام کا ایسا مؤثر تعارف نہ کرا سکتے جتنا کہ اس حادثہ کے بعد اس کا تعارف ہوا ہے، مسلمانوں کے غیر مسلم پڑوسیوں نے کبھی ان کی موجودگی کا خیال بھی نہیں کیا تھا۔ لیکن اس حادثہ کے بعد ان غیر مسلم پڑوسیوں نے مسلمانوں سے تعارف حاصل کیا۔ ان کے مذہب، تہذیب اور اسلامی تاریخ کے بارے میں استفسار کیا۔ اور اصرار کے ساتھ انھیں اپنی مجالس اور گرجا گھروں میں مدعو کیا اور اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ قرآن کے تراجم کا مطالبہ کیا اور جب انھیں اسلام کی صداقت کا احساس ہوا تو فوراً انھوں نے اسلام قبول کر لیا۔

۱۱ر ستمبر کے واقعے کا ایک فائدہ امریکی مسلمانوں کو یہ بھی ہوا کہ ذرائع ابلاغ ان کے بیانات کو اہمیت دینے لگے، ورنہ اس سے پہلے ان کو کوئی گھاس بھی نہیں ڈالتا تھا، سیاسی جماعتوں نے بھی ان کو اہمیت دی، امریکی کانگریس کے چوٹی کے ارکان نے ان کی تائید میں بیانات دئے اور امریکی صدر تک ان کے احساسات و جذبات پہنچائے بش نے یہ اعتراف کیا کہ یہودی جماعتوں نے ۱۱ر ستمبر کے بعد سے مسلمانوں کے خلاف ہمیں اتنے فیکس بھیجے کہ میں متاثر ہو گیا۔ خصوصاً نائب وزیر دفاع (یہودی) نے بڑا گھناؤنا کردار ادا کیا۔

۱۱ر ستمبر کے حادثے کا ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہوا کہ مسلمانوں کے اندر اجتماعی روح پیدا ہو گئی اور انھوں نے مایوسی کے بجائے استقامت کا راستہ اختیار کیا اور اپنے دعوتی اداروں کو اور زیادہ سرگرم عمل کرنے کا منصوبہ بنایا اور اس کے لئے زبردست مالی امداد مہیا کی اسلام سے متعلق کتابیں لائبریریوں اور کتب خانوں اور اپنے پڑوسیوں کو فراہم کیں امریکہ کے مشہور رسالہ U.S.A.TODAY (یو.ایس.اے.ٹوڈے) نے لکھا کہ اس واقعہ کے بعد امریکیوں میں اسلام سے غیر معمولی دلچسپی بڑھ گئی ہے۔ اور عوام و خواص سب ہی امریکہ میں مقیم مسلمانوں سے براہ راست رابطہ پیدا کرنے اور خود دینی کتابیں خرید کر کے اسلام کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں۔ اس رسالہ نے اپنے ۱۷ر ستمبر کے شمارہ میں لکھا ہے کہ ایک ہفتہ کے اندر امریکی مکتبات سے اسلام سے متعلق کتابیں ختم ہو گئیں۔ قرآن مجید کی خریداری نے سارے ریکارڈ توڑ دئے۔ اس طرح اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی۔ نیویارک ٹائمز نے اپنے ۲۳ر اکتوبر کے شمارہ میں لکھا کہ سمندر کی مسلسل موجوں کی طرح ہزاروں امریکی پورے امریکہ میں پھیلے ہوئے اسلامی مراکز اور مساجد کی طرف رواں دواں ہیں یو.ایس.اے.ٹوڈے نے ۱۷ر ستمبر کے شمارہ میں لکھا کہ اب تک امریکی امریکہ میں بسنے والے مسلمانوں سے الگ تھلگ زندگی گزارا کرتے تھے، لیکن ۱۱ر ستمبر کے حادثہ نے انھیں اسلام، مسلمانوں اور مشرق وسطیٰ سے متعلق معلومات حاصل کرنے پر مجبور کر دیا۔ اس کی ایک بنیادی وجہ تو یہ ہوئی کہ ۱۱ر ستمبر کے حادثہ نے امریکیوں کے ذہنوں میں یہ سوال پیدا کر دیا کہ آخر ایک شخص کے اندر کیسے اتنی ہمت و جرأت ہوئی کہ وہ اتنا بڑا اقدام اٹھا سکے۔ اس کے پس پشت کون سی طاقت ہے۔ کیا اس کا مذہب اس کے اندر اتنی بڑی قربانی دینے کی صلاحیت پیدا کرنے پر اب بھی قادر ہے۔

دوسری بنیادی وجہ یہ ہوئی کہ ۷۰ فیصدی امریکیوں کے نزدیک امریکی میڈیا کی خبروں میں عدم توازن اور جانبداری پائی جاتی ہے، ۵۵ فیصدی امریکی ذرائع ابلاغ کی خبروں کو من گھڑت اور فرضی سمجھتے ہیں۔ (جیسا کہ پنٹاگن کی ہدایت اور حکم پر خلیجی جنگ کی یک طرفہ رپورٹنگ کر کے CNN نے پوری دنیا میں امریکی میڈیا کو رسوا کر دیا تھا، خود امریکی اخبارات و رسائل کے ایڈیٹروں نے اس نئی امریکی پالیسی کے خلاف زبردست احتجاج کیا تھا۔ ان وجوہات کی بنا پر عام طور سے امریکیوں نے ۱۱ر ستمبر کے واقعات میں اسامہ اور اس کے ہم مذہب مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ سے اثر تو نہیں لیا لیکن وقتی طور پر وہ سکتے میں ضرور آگئے، پھر جب امریکی حکومت نے حسب توقع من گھڑت اور فرضی و جعلی دستاویزات جاری کیں تو سب سے پہلے خود امریکی صحافیوں نے اس دستاویز کو جھوٹ اور مکر و فریب کا پلندہ قرار دیا، قانون دانوں اور دانشوروں نے تو اس کو قابل التفات ہی نہیں سمجھا۔ لیکن یہودیوں نے اپنے دلوں کی کدورت اور بغض و عداوت کو اس موقع پر نکالنا ضروری سمجھا، انہوں نے مسلمانوں کی عبادت گاہوں کو نشانہ بنایا، خواتین کو تنگ کیا، غلط مخبری کر کے انھیں گرفتار کرایا۔ حالانکہ خود دو یہودی ایک مسجد کو سبوتاژ کرنے کے الزام میں دھماکہ خیز اشیاء سمیت رنگے ہاتھوں گرفتار کئے گئے۔ امریکیوں کے سامنے جیسے ہی حقائق واضح ہوئے اور یہودی سازشوں سے پردہ اٹھا تو انہوں نے مسلمانوں سے معافی مانگی، مساجد کے سامنے گلدستے لئے نمازیوں کو پیش کیا اور غلط فہمی اور بدگمانی کی معذرت کی، گرجا گھروں کے ذمہ داروں نے مسلمانوں کو اسلام کا تعارف کرانے کے لئے مدعو کیا۔ اور اسلام و مسلمانوں کے عقائد و تعلیمات کے بارے میں سوالات کئے، پھر جب ان کے سامنے اسلام کی تعلیمات واضح ہو گئیں تو انہوں نے حق بات کو تسلیم کرنے میں تاخیر نہیں کی، بلکہ خود ہی لائبریریوں اور مکتبات میں اسلام کے متعلق کتابوں کو تلاش کرنے کا کام شروع کر دیا۔

چنانچہ صرف چار دن کے اندر امریکی مکتبات سے اسلام اور مسلمانوں سے متعلق کتابوں کا اسٹاک ختم ہو گیا۔ بڑے پیمانے پر قرآن مجید کے انگریزی تراجم کا مطالبہ مسلمانوں سے کیا جا رہا ہے۔ دوسری طرف پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا نے بھی اسلام اور مسلمانوں سے متعلق مقالات اور انٹرویو کو جگہ دینی شروع کر دی ہے۔ تیسری طرف امریکیوں کو اس بات سے فکرمندی ہو رہی ہے کہ ایف. بی. آئی. اور سی. آئی. اے. اپنے بنیادی مقاصد میں ناکام ہو گئے اور امریکیوں کی آزادی پر بہت سی پابندیاں لگائی جا رہی ہیں جو قطعاً ناجائز ہیں، خواہ وہ امریکہ میں مقیم مسلمانوں ہی کے خلاف کیوں نہ ہوں۔ اس صورت حال نے یہودی پروپیگنڈے کی

قلعی کھول دی اور ان کی سازش اسلام دشمنی کی ناکام ہورہی ہے، بلکہ جو امریکی پہلے سے یہودیوں سے دشمنی رکھتے تھے ان کی دشمنی میں اضافہ ہوگیا ہے اس لئے کہ ان کا بھی کہنا ہے کہ ۱۱ر ستمبر کے حادثہ میں ان ظالموں کا ہاتھ ہے، لیکن چونکہ امریکی میڈیا پر ان کی اجارہ داری ہے اس لئے یہود دشمنی کی خبریں دبا دی جاتی ہیں۔ لیکن بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی، ایک نہ ایک دن ان کو اپنے کالے کرتوتوں کا حساب دینا ہی ہے۔ اور اپنے کھودے ہوئے کنویں میں انھیں گرنا ہی ہے۔ اب یہ امریکہ میں مقیم مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی دعوتی سرگرمیوں کو تیز تر کردیں، اور یہ اسی صورت میں کارگر اور مؤثر ہوسکتی ہیں جب کہ خود ان کی زندگی ایسی مثالی ہو کہ غیر مسلم ان کو دیکھتے ہی اسلام کے بارے میں غور کرنے پر مجبور ہوجائیں۔ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا کیا عجب ہے کہ متحدہ امریکہ کی سرزمین اسلام کے پاسبانوں کی سرزمین بن جائے۔ وما ذالك على الله بعزيز۔ اسلامی تاریخ بتاتی ہے کہ صنم خانوں سے کعبہ کو پاسبان ملتے رہتے تھے آئندہ بھی ملیں گے، خورشید کی طرح ہمیشہ اس جہان میں اہل ایمان جیتے رہے ہیں اور اسی طرح زندہ رہیں گے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس دین کے بارے میں فرمایا ہے کہ ہم ہی نے اس قرآن مجید کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے تو پھر ہم اللہ کی رحمت بیکراں سے مایوس کیوں ہوں،

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

حج ومقامات حج

حج وعمرہ کے اعمال اور زیارت اماکنِ مقدسہ کے لئے

ایک رہبر ومعتبر کتاب

یہ کتاب مولانا محمد رابع حسنی ندوی کی تصنیف ہے۔ جنھوں نے دار العلوم ندوۃ العلماء میں سالہا سال عربی زبان وادب اور جغرافیہ جزیرۃ العرب کا درس دیا اور بار بار بلاد عربیہ اور حجاز مقدس کا سفر کیا۔ یہ کتاب مولانا موصوف کے طویل تجربات اور مشاہدات کا نچوڑ ہے۔ یہ کتاب مقامات حج کی تاریخی اور جغرافی معلومات کے ساتھ، مسائلِ حج سے پورے طور پر واقف کراتی ہے۔ کتاب مفکر اسلام مولانا سید ابو الحسن علی ندویؒ کے مقدمہ سے آراستہ ہے۔ معیاری کتابت وطباعت، دیدہ زیب ضروری تصاویر اور نقشوں سے مزین۔ پچاس روپئے بذریعہ منی آرڈر روانہ کرکے کتاب رجسٹرڈ بک پیکٹ حاصل کیجئے۔

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام

پوسٹ بکس نمبر ۱۱۹۔ ندوہ لکھنؤ (یو۔پی)

چند مفید کتابیں

قرآنی افادات =/140 از حضرت مولانا علی میاں رحمۃ اللہ علیہ
حدیث نبوی =/100 از حضرت مولانا عبدالحی حسنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
علمی روحانی تحفے =/20 مولانا الیاس ندوی
المنهج الاسلامي العلمي =/40 مولانا محمد الحسنی رحمۃ اللہ علیہ
مجموعی قیمت =/Rs. 300
=/Rs.250 پیشگی بھیجنے پر مصارف رجسٹرڈ ڈاک بذمہ ادارہ

طابع وناشر

محمد الحسنی ٹرسٹ رائے بریلی

اسٹاکسٹ:- ندوی بکڈپو پوسٹ باکس ۹۳ ندوۃ العلماء لکھنؤ

اٹلی کے سفیر تورکواٹو کارڈلی کا قبولِ اسلام

انٹرویو:- سعید الخوتانی
ترجمہ:- محمد فرمان نیپالی ندوی

۱۱ر ستمبر ۲۰۰۱ء کے حملوں کے بعد میڈیا نے مسلمانوں کے خلاف نفرت وعداوت کا جو ماحول بنایا ہے اس کے اثر سے اٹلی کے ایک سفارت کار برائے سعودی عرب "تورکواٹو کارڈلی" امسال رمضان المبارک میں اپنے قبول اسلام کا اعلان کیا ہے۔ پہلے وہ رومن کیتھولک مسیحی مذہب کے ماننے والے تھے جب ان کی عمر بائیس سال کی تھی تو انھوں نے مسجد اقصیٰ میں ۱۹۶۴ء میں اسلام قبول کیا تھا۔ لیکن ابھی تک اس کا اعلانیہ طور پر اظہار نہیں کیا تھا۔ اب جبکہ وہ باقاعدہ اپنے قبول اسلام کا اعلان کرچکے ہیں تو موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے رابطۂ عالم اسلامی سے شائع ہونے والے جریدہ "العالم الاسلامی" کے ایک نمائندہ سعید الخوتانی نے ان سے انٹرویو لیا ہے جس میں قبول اسلام کی پوری حقیقت سامنے آگئی ہے، ذیل میں یہی انٹرویو ہدیۂ قارئین ہے۔

سوال:- خبر رساں ایجنسیوں کے مطابق یہ اطلاع ملی ہے کہ آپ نے اسی سال رمضان المبارک کے شروع میں اپنے قبول اسلام کا اعلان کیا اس خصوصیت کے ساتھ وقت متعین کرنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب:- میں نے بذات خود ایسا نہیں کیا، بلکہ خدائی فیصلہ اسی وقت کے لئے مقدر تھا، میرے اسلام لانے کی ایک طویل داستان ہے۔ جب میری عمر بیس سال کی تھی تو اس وقت میں مسجد اقصیٰ کی زیارت کی غرض سے وہاں گیا ہوا تھا۔ اچانک میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میں بھی اپنے دیگر احباب (جو اردن کے رہنے والے تھے) کے ساتھ نماز پڑھوں، چنانچہ میں نے ان سے دریافت کیا کہ اس کے لئے کیا کرنا پڑتا ہے۔ تو انھوں نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ جب آپ اپنی زبان سے کلمۂ طیب وکلمۂ شہادت کی گواہی دیں گے اور صدق دل کے ساتھ یہ عمل کریں گے تو آپ مسلمانوں کے زمرے میں داخل ہوجائیں گے۔ اور ہمارے ساتھ بآسانی نماز پڑھ سکیں گے، پھر میں نے کلمہ حق کی دل وجان سے گواہی دی اور تمام ساتھیوں کے ساتھ نماز پڑھی، یہ واقعہ ۱۹۶۴ء کا ہے۔ اس طور پر اسی وقت میں عملی طور پر مسلمان ہوگیا تھا۔ اور اسلام کی چنگاری میرے دل میں فروزاں تھی لیکن اعلانیہ طور پر میں نے اسلام قبول کرنے کی کسی کو خبر نہیں دی۔ ایسا اس وجہ سے کہ میں نے پورے طور پر اسلام کا مطالعہ نہیں کیا تھا۔ اور نہ اچھی طرح اس کی جملہ خصوصیات سے واقف تھا۔

سوال:- ۱۹۶۴ء سے لیکر ۲۰۰۰ء تک کے عرصہ میں، میں نے آپ کے قبول اسلام کی خبر نہیں سنی، پھر اچانک اتنی لمبی مدت میں کیسے یہ خبر عام ہوئی؟

جواب:- یہ حقیقت ہے کہ دین اللہ اور بندے کے درمیان کا ذاتی معاملہ ہے اس میں کسی کے دخل اندازی کی کوئی گنجائش نہیں، مجھے اپنی ذات وشخصیت پر روشنی ڈالنے کا جذبہ اور تیزی کے ساتھ اپنے قبولِ اسلام کے عام کرنے کا کوئی شوق نہ تھا، بس قدرت کی کرشمہ سازی کہیئے کہ میں گذشتہ ۴ر نومبر کو عزت مآب امیر سلطان بن عبدالعزیز سعودی وزیر دفاع کے یوم پیدائش میں شریک تھا، سلطان نے عین اسی موقع پر مجھے قرآن کریم کا ایک نسخہ اور خانۂ کعبہ کے غلاف کا ایک ٹکڑا عنایت فرمایا، پریس والوں نے میری تصویر کو ٹیلی ویژن اور اخباروں میں جلی عنوان کے ساتھ شائع کیا۔ اور اٹلی وغیرہ کے ذرائع ابلاغ نے بھی اہتمام کے ساتھ اس پروگرام کو نشر کیا۔ اگر شیخ اعلانیہ طور پر مجھے یہ دونوں ہدیہ نہ دیتے تو عوام کو ذرا بھی معلوم نہ ہوتا کہ میں مسلمان ہوں جبکہ شیخ سلطان کو میرے قبول اسلام کا پہلے سے علم تھا۔

سوال:- امیر سلطان کے پرتپاک انداز میں خیر مقدم سے آپ کے دل میں کیا احساس پیدا ہوا؟

جواب:- جس وقت عزت مآب امیر سلطان نے مجھے مبارکباد دی تو میرے دل کی دنیا بدل گئی میری زبان اس کیفیت کی تصویر کشی کرنے سے عاجز وقاصر ہے۔ امیر سلطان کا استقبال قلبی لگاؤ اور دیرینہ الفت ومحبت سے عبارت تھا، ایک غیر ملکی سفیر کو انھوں نے اپنے دل کے نہاں خانہ میں اس طرح جگہ دی جیسے گھر کا بچھڑا ہوا فرد اپنے گھر واپس آئے اور اہل خانہ اس کو گلے لگا رہے ہیں۔

سوال:- کیا آپ اپنی سفارتی سرگرمیوں کے بارے میں کچھ بتائیں گے؟

جواب:- جی ہاں:- میں نے اٹلی سفارت خانہ میں اپنے کام کا آغاز کیا۔ اور وہاں ملازمت اختیار کی توفیق الٰہی نے مجھے سوڈان، سوریا، عراق، روما، لیبیا ہالینڈ، البانیہ، تنزانیہ جزر القمر اور بحرین سال (یعنی ۱۹۸۱ء سے ۲۰۰۰ء تک) روما میں گذارنے کے اوقات مہیا کئے۔ آخر کے بیس سال میرے لئے

قیامت صغریٰ سے کم نہیں تھے، مجھ کو ایک ایسے ملک کی تلاش وجستجو تھی جہاں حقیقی اسلامی تعلیمات کے نمونے سامنے آئیں۔ چنانچہ بفضلہ تعالیٰ نومبر ۲۰۰۰ء میں سعودی عرب میں اٹلی کا سفیر مقرر ہوا۔ میرا یہاں آنا اور قیام کرنا ہی میری اصل غرض وغایت کی تکمیل کا غماز تھا، خدا کا شکر ہے کہ میں بخیر وعافیت ہوں۔

سوال :۔ جب آپ نے اسلام قبول کیا تو آپ کو آج کے اس پُر فتن دور میں سفارت خانہ کی جانب سے منفی اثرات پڑنے کا خوف نہیں رہا جس دور میں یہ تاثر دیا جارہا ہے کہ مذہبِ اسلام دہشت گردی کا حامی اور اس کے علمبردار انتہا پسند ہیں؟

جواب :۔ مجھے اس سلسلہ میں شرح صدر ہے اور ببانگ دہل اس کا میں اعلان بھی کرتا ہوں کہ مذہبِ اسلام کا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں —— دہشت گردی کا مطلب یہ ہے کہ بے گناہوں کو قتل کردیا جائے۔ اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ دہشت گردی کی اصل شر وفساد کا بیج بوتا ہے۔ اور اسلام کی حقیقت خیر وفلاح اور صلاح وتقویٰ کی تخم ریزی کرنا ہے اس حقیقت سے واقفیت کے بعد میں بیحد مطمئن ہوں کہ کوئی میرے قبول اسلام سے میری سفارت کی ملازمت پر حرف گیری نہیں کرے گا۔ اور نہ حکومت کی طرف سے منفی نتائج مرتب ہوں گے، شاید آپ کے علم میں یہ بات نہ ہو کہ اٹلی کے ۱۹۴۷ء کے دفعات میں یہ صراحت موجود ہے کہ اٹلی کے باشندے قانون کے سامنے سب یکساں ہیں۔ انھیں اپنے ذاتی حقوق حاصل ہیں، رنگ ونسل، مذہب وملت اور تذکیر وتانیث کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے لہٰذا مجھے یقین ہے کہ میری ملازمت سے متعلق مجھے کسی قسم کی کوئی پریشانی نہیں ہوگی؛

سوال :۔ اٹلی میڈیا نے آپ کے قبول اسلام سے متعلق یہ خبر نشر کی ہے کہ جب آپ نے اسلام قبول کیا تو آپ کو اسی رات قبول اسلام کے بعد اپنے موقف کی وضاحت کے لئے اٹلی بلایا گیا۔ اس سلسلہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب :۔ جس دن عزت مآب امیر سلطان نے پُر تپاک انداز میں میرا استقبال کیا اسی شام کو میرا "روما" کا سفر طے تھا۔ چنانچہ میں وہاں کے لئے روانہ ہوگیا۔ دورانِ سفر یہ خیال پیدا ہوا کہ وہاں اثنائے گفتگو ایسی باتیں موضوع بحث ہوں گی جس سے کسی طرح یہ مترشح نہ ہو کہ میں اسلام قبول کرچکا ہوں لیکن ایسا نہیں ہوا۔ دوسرے دن روما میں میرا پہونچنا ہی میری اشاعتِ اسلام کا باعث ہوا۔ میڈیا اور ذرائع ابلاغ نے خود ساختہ قصوں سے انتہائی بدترین شکل میں میرے قبول اسلام کی خبر نشر کی، لیکن میرا یہ حقیقی عقیدہ ہے کہ دینی عقیدے انسان کے عقل ودماغ اور نفس کے ساتھ خاص ہیں، ظاہرًا انسان کتنا ہی کسی کے خلاف پروپیگنڈہ کرلے، لیکن اگر وہ دوسرے انسان کی عقل ودماغ پر کوئی اثر نہ ڈال سکے تو وہ شجرِ بے ثمر سے کم نہیں ہے۔

سوال :۔ جناب! آپ نے جب اسلام قبول کیا تو آپ کے خاندان اور دوست واحباب کا آپ کے ساتھ کیا برتاؤ رہا؟

جواب :۔ میرے اہل خانہ نے میرے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ خاص طور سے میری بیوی ایک نیک سیرت خاتون ہے، تنگ نظری ذرہ برابر بھی اس کی فطرت میں نہیں ہے۔ اس نے حقیقی بیوی کا حق ادا کردیا۔ اور میری فکری واعتقادی آزادی کا پورا پورا خیال رکھا۔ دوست واحباب بھی کچھ میرا اس قدر احترام کرتے ہیں کہ مارے ہیبت کے اس سے متعلق سوال تک بھی نہیں کرتے۔ اور کچھ دوست واحباب ایسے ہیں جو مجھ سے گاہے بگاہے استفادہ کرتے ہیں۔ ان کے سوالات میں جو سوال مناسب اور مقتضائے حال کے مطابق ہوتا ہے اس کا جواب دیتا ہوں اور جو خلاف واقعہ ہوتا ہے اس سے احتراز کرتے ہوئے یہ کہتا ہوں کہ اس پر تبصرہ کرنے سے معاف رکھو۔ یہ ایک روشن حقیقت ہے کہ قبول اسلام کا مسئلہ ایک ذاتی مسئلہ ہے۔ اور ذاتی مسائل سے متعلق سوال کرنا قاعدۂ عام کے خلاف بھی ہے۔

سوال :۔ موصولہ اطلاعات کے مطابق آپ ایک لمبی مدت سے حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں تو کیا آپ نے اسلامی عبادات مثلاً نماز، روزہ، اور زکوٰۃ وغیرہ بھی ادا کئے ہیں؟

جواب :۔ دیکھیے! میں نے اسلام کا خوب مطالعہ کیا ہے۔ اور مقامی زبان میں قرآن کریم بھی پڑھ چکا ہوں اور خدا کا فضل ہے کہ میں سفارتی ملازمت کے تعلق سے مختلف اسلامی ممالک میں گیا لیکن سعودی عرب آنے کے بعد میرا جو ذاتی تاثر ہے وہ بیان نہیں کیا جاسکتا۔ اس سے قبل جہاں جہاں گیا وہاں مسلمانوں کے طریقۂ عبادت کو بغور دیکھا، لیکن سعودی پہنچنے کے بعد مجھے یہ احساس ہوا کہ جس پُر پیچ راہداریوں سے نکل چکا ہوں اور ایسی جگہ پہونچ گیا ہوں جہاں میں اسلامی عبادات کو بخوبی انجام دے سکتا ہوں لہٰذا عملی طور پر میں، نومبر ۲۰۰۰ء سے مسلمانوں کی صف میں شامل ہوکر عبادات کو بخوبی بجالارہا ہوں۔

سوال :۔ کیا آپ نے اس سال رمضان المبارک کے روزے رکھے ہیں اس سلسلے میں آپ کا کیا تجربہ ہے؟

جواب :۔ جی ہاں! اس سال میں نے پورے روزے رکھے ہیں میں اپنے ذاتی تجربہ کی بنیاد پر کہہ رہا ہوں کہ میں نے روزہ کو بہت سخت اور مشکل عمل پایا، اس کی وجہ یہ ہے کہ میری پیدائش غیر مسلم گھرانے میں ہوئی اور میں ان کا عادی بھی نہیں تھا۔ ہوسکتا ہے کہ آپ لوگوں کے لئے یہ بہت آسان محسوس ہوں کیونکہ آپ

بچپن سے اس کے عادی ہیں، اور اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے والے ہیں بہر حال اس میں تکلیف کو انگیز کرکے خدائے واحد سے اجر وثواب کا امیدوار اور اپنی قسمت پر نازاں ہوں۔

سوال :۔ کن ذرائع سے آپ اسلام سے متعلق معلومات حاصل کرتے ہیں، کیا آپ کے اسلام پر قائم رہنے میں اٹلی کی عظیم شخصیتوں (مثلاً ماریوشالو یا سابق اٹلی کے سعودی سفیر جو اسلام لاچکے ہیں) کا اثر رہا ہے؟

جواب :۔ نسلاً اٹیلین ہونے کے ناطے میں مقامی زبان میں اسلام سے متعلق معلومات حاصل کرتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس زبان میں میں نے سیکڑوں اطالین کتابیں اور مختلف تراجم وتفاسیر قرآن کا مطالعہ کیا۔ اور قرآن کریم کے چند سورتیں بھی یاد کیں۔ اٹلی کے سعودی سفیر سے میں بہت متاثر رہا میری شخصیت کی تعمیر میں ان کا اہم کردار رہا ہے، میں ان کے بیان کردہ واقعات کو بہت دلچسپی سے سنتا تھا۔ اور اب میں ان کا عاشق ودلدادہ ہوں۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی حرج نہیں کہ اپنی اتنی لمبی عمر میں میں نے خلیج بلکہ پورے عالم عربی میں سعودی عرب کے علاوہ کسی ایسے ملک کو نہیں دیکھا جہاں کے باشندے کشادہ قلب، وسیع الظرف، مہمان نوازی شرافت ونجابت کے پیکر اور اتحاد واتفاق کا نمونہ ہوں۔

سوال :۔ آپ نے سعودی عرب کے بارے میں اپنا اچھا تاثر ظاہر کیا لیکن مغربی میڈیا آج پورے عالم کو یہ باور کرا رہا ہے کہ یہ خطہ شر وفساد کا مرکز اور قتل وغارت گری کی آماجگاہ ہے تو اس کے ردّ عمل کے لئے آپ کے پاس کیا جواب ہے؟

جواب :۔ مغربی میڈیا کی اسلام دشمنی کسی پر مخفی نہیں اس کی ستم ظریفی کہیے کہ اس نے ۱۱ر ستمبر کو ورلڈ ٹریڈ سینٹر اور پینٹاگن پر حملہ کرنے والوں کو سعودی نژاد بتایا ہے۔ اگر خدانخواستہ مان لیں کہ ہاں وہیں کے لوگ تھے تو کون نہیں جانتا کہ معاشرہ کچھ نیک طینت اور کچھ بد افراد سے تشکیل پاتا ہے۔ واضح رہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹے تھے دونوں میں معمولی بات پر کہا سنی ہوئی اور ایک نے دوسرے کو قتل کردیا۔ اور یہ بھی ایک کھلی حقیقت ہے کہ قاتل ہی زندہ رہا۔ اس لئے یہ بات معلوم ہوئی کہ دنیا کے تمام انسانوں کے دلوں میں جہاں ایک گوشہ شر کا بھی ہے۔ اب انسان کا کام یہ ہے کہ شر کو خیر پر غالب نہ آنے دے، جب دینی شعور اور تعلیم وتربیت کا رجحان بڑھتا ہے تو خیر کا پہلو سامنے آتا ہے اور جب اس میں کمی ہوتی ہے تو شر کا پہلو غالب ہوتا ہے۔

سوال :۔ اسلام کی کون سی چیز آپ کے اسلام لانے کا باعث ہوئی؟

جواب :۔ سعودی عرب میں میں نے جب دیکھا کہ اذان ہوتے ہی لوگ مسجدوں کا رخ کرتے ہیں کچھ دکانیں کھلی ہیں تو کچھ بند ہیں اور مسافر مسجدوں کی عدم واقفیت کی وجہ سے سڑکوں پر نماز پڑھ رہے ہیں تو اس نے مجھے بہت متاثر کیا۔ میں نے مختلف مذاہب و ادیان کا مطالعہ کیا ہے۔ ان میں خدا کا تصور بہت غلط ہے۔ سیکڑوں معبودوں کا انبوہ کثیر ہے لیکن اسلام نے تمام معبودانِ باطلہ کو ختم کرکے ایک خدا کے سامنے جھکنے پر آمادہ کیا اور اس کی ترغیب بھی دی، دوسری متاثر کرنے والی بات یہ ہے کہ اسلام میں خدا اور بندے کے درمیان کوئی وساطت اور ایجنسی نہیں، بندہ اگر ڈائرکٹ اللہ سے رابطہ قائم کرتا ہے تو رب ذوالجلال اس کی آواز کو سنتا ہے، خود اس کا قول ہے: "وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ" کہ میں انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں، تیسری بات یہ ہے کہ یہ دین ہر قسم کی تاویلات و تحریفات سے پاک وصاف ہے۔ لہٰذا اخیر میں اپنے تمام مسلمان بھائیوں کو یہ پیغام دیتا ہوں کہ اسی مذہب کو حرز جاں بنائیں، اس کی تعلیمات پر صدقِ دل سے عمل کریں۔ اور ایک ایک سنت کو اپنی ترقی کا زینہ سمجھیں اور دروغ بیانوں کی دروغ بیانی کی کوئی پروا نہ کریں کیونکہ ؎

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

(بحوالہ "العالم الاسلامی")

(بقیہ)

مسلمان امریکہ میں

اے محمد آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ ہی کے اختیار اور دستِ قدرت میں ہے، جس کو چاہے ہدایت دیتا ہے۔ یہ ایک ایسے سوڈانی فوجی کا بیان تھا۔ جس نے بیس سال تک —— ضلالت وگمراہی اور کفر وشرک کی حالت میں گذارے اور اب اللہ نے ان کو ہدایت دی ہے اور حقیقت میں وہ اسلام کے ماننے والے ہوگئے ہیں۔

● حضرت عمرؓ خلیفہ ہونے کے بعد منبر پر چڑھے تو اس زینے پر بیٹھے جس پر صدیق اکبر پاؤں رکھتے تھے۔ لوگوں نے کہا کہ اوپر بیٹھ جائیے تو فرمایا میرے لئے یہی کافی ہے کہ اس مقام پر جگہ مل جائے جہاں صدیق کے پاؤں رہتے تھے۔ (شاہکارِ حیات صفحہ ۱۰۲)

کھو دیا ہم نے ایک مخلص دوست کو

• محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے اندر بے شمار صلاحیتیں پیدا کی ہیں۔ ہر فرد کسی نہ کسی فن میں مہارت رکھتا ہے۔ اور وہ بہت سی خوبیوں کا حامل ہوتا ہے اور وہ اپنی صلاحیتوں کو آگے بڑھانے اور ان سے فیض اٹھانے اور دوسروں کو فیض پہنچانے ہی سے عروج و ترقی سے ہمکنار ہوتا ہے۔ لیکن اس کے لئے ضرورت ہوتی ہے "تگ و دو کی جد و جہد و جانفشانی کی۔ عرق ریزی کی۔ اور جفاکشی کی۔

رفیقِ درس برادرِ مکرم مولوی محمد طلحہ ندوی اسی جہد و عمل اور تگ و تاز کا جیتا جاگتا پیکر تھے جو یکم فروری ۲۰۰۲ء کو اچانک ایک ایکسیڈنٹ ہو جانے کے نتیجہ میں شہید ہو گئے۔

طلحہ مرحوم ایک نوجوان عالم تھے دارالعلوم ندوۃ العلماء میں ہونہار محنتی طالب علم کی طرح تعلیم حاصل کی، درسی و غیر درسی کتابوں سے دلجمعی کے ساتھ استفادہ کیا اور ایک باصلاحیت عالم بن کر فراغت حاصل کی۔ قدرت نے انھیں علم و فضل کے ساتھ انتظام و انصرام کی صلاحیتوں سے بھی نوازا تھا۔ علم و فضل اور انتظام و انصرام عموماً جمع نہیں ہوتے لیکن جب یہ دو چیزیں کسی شخص میں جمع ہو جاتی ہیں تو پھر اس شخص کی صلاحیتوں سے ایک دنیا مستفید ہوتی ہے۔

مرحوم کی عمر اگرچہ ابھی تیسری دہائی کے اندر تھی لیکن دینی، علمی، اصلاحی اور دعوتی خدمات کے لحاظ سے بڑی عمر کے لوگ بھی انھیں رشک کی نظر سے دیکھتے تھے اور ان سے بڑی توقعات رکھتے تھے۔ ان کے رخصت ہو جانے سے ندوۃ العلماء کے ناظم حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی اور دیگر اساتذۂ کرام پر بڑا اثر پڑا۔ ان کی ذات کا سب سے نمایاں پہلو ان کا متحرک و بیدار رہنا اور ہمہ وقت حرکت و عمل میں رہنا تھا۔ دورانِ تعلیم انھوں نے اپنا سارا وقت پڑھنے لکھنے اور مطالعہ کرنے میں گذارا۔ اور وقت کو ضائع ہونے سے بچایا۔ وہ محنتی تھے ذہین تھے اور حافظہ قوی تھا۔ بہت جلد اپنے استادوں کا قرب حاصل کر لیا تھا۔ اور اساتذہ بھی ان کے تعلیمی انہماک سے بہت خوش رہتے تھے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد اپنے وطن ہی گاؤں (انجن گاؤں) امراؤتی۔ مہاراشٹر میں ایک بڑا دینی و علمی ادارہ مدرسہ نور الاسلام کے نام سے قائم کیا تھا۔ اس سلسلہ میں انھوں نے بڑی محنت و جد و جہد بھی کی اور دینی و دعوتی اسفار بھی کئے۔

قول و عمل میں اعتدال و ہم آہنگی، فکر میں گہرائی و گیرائی، حقوق اللہ و حقوق العباد کی رعایت و حفاظت، ہر مسلمان کا اکرام و احترام، معاملہ کی پاکیزگی اور تعلقات میں ترقی و سنجیدگی مرحوم کی خصوصیات تھیں۔

کسے معلوم تھا کہ جہد و عمل کا یہ پیکر اتنی جلدی ہم سے رخصت ہو جائے گا۔ لیکن مشیتِ الٰہی کے فیصلے ضروری نہیں کہ سمجھ میں آجائیں، ہمیں بہرحال صبر و تسلیم و رضا کا حکم ملا ہے، اور مقام شکر مقام صبر سے بہتر، برتر اور بلند تر ہے ؎

تھی یہی مرضی خدا کی، کر نہ شکوہ لے زباں
ہے مجالِ دم زدن اس کی مشیت میں کہاں

التجائے عرض، رحمت کر کہ اے شاہِ ازل
پھر عطا کر دہر کو اس کا کوئی نعم البدل

اللہ رب العالمین موصوف کی نیکیوں کو قبول فرمائے، ان پر رحمت نازل فرمائے، مغفرت فرما کر اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ اور جو ادارہ انھوں نے قائم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے بھائیوں اور رفقاء کار کو اسے قائم رکھنے اور ترقی دینے کی توفیق دے ؎

آسماں اُن کی لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

غزل

— مولانا محمد خالد ندوی فیصل غازی پوری —

سموم کربِ حرماں اور داغِ رنج و غم پایا
جہاں میں ہر طرف احباب کو مشقِ ستم پایا

وفورِ شوق میں جب بھی مژہ کو ہم نے نم پایا
صفائے دل فروغِ آرزو ہر سو رقم پایا

نہیں سب پوری ہوں گی آرزوئیں تیری دنیا میں
سراب و خواب سے بھی عرصۂ ہستی کو کم پایا

معاذ اللہ! کچھ تو فکر ہو اے باغباں تجھ کو
شرر کو گلستاں میں ہر طرف بڑھتے قدم پایا

غنیمت جان جو کچھ بھی میسر تجھ کو آجائے
دنا کی راہ میں با حوصلہ انساں کو کم پایا

شرابِ ناب کی ساقی گری سے مجھکو کیا حاصل
مئے وحدت کا ہر جام و سبو رشکِ ارم پایا

ہوائے نفس و حرص و آز سے جو پاک ہو وہ دل
مقدس آستاں رشکِ جناں و جامِ جم پایا

دلوں پہ حکمرانی اہل دل کرتے ہیں اے فیصل
انھیں کے در پہ ہر شاہ و گدا کو ہم نے خم پایا

سوال و جواب

محمد طارق ندوی

س:- زید ایک ادارہ کی رسید لیکر زکوٰۃ کی وصولی کرتا ہے۔ یہ رقم سکریٹری کے حوالہ نہیں کرتا ہے بلکہ اپنے ہاتھ سے خرچ کرتا ہے کیا یہ جائز ہے اور اسے زکوٰۃ میں ایسا حق تصرف ہے؟

ج:- صورت مسئولہ میں جب ادارہ کا سکریٹری موجود ہے اور اسی کی بات پر عوام الناس کا اتفاق ہے کہ سکریٹری ہی پیسہ خرچ کرے تو زید کو اپنے ہاتھ سے رقم خرچ کرنے کا حق نہیں ہے، اس کا خود سے رقم خرچ کرنا از روئے شرع درست نہ ہوگا۔ اور وہ عند اللہ ماخوذ ہوگا۔

س:- تہجد کی نماز باجماعت خصوصاً اعلان کے ساتھ لوگوں کو جمع کر کے ادا کرنا کیسا ہے؟

ج:- نماز تہجد تنہا ادا کرنا چاہیئے۔ اس لئے کہ باقاعدہ تداعی کے ساتھ تہجد نماز باجماعت پڑھنا مکروہ ہے۔ اگر اتفاقاً بغیر تداعی کے دو تین نمازی اکٹھا ہو جائیں تو یہ نماز باجماعت مکروہ نہ ہوگی۔

س:- کیا زکوٰۃ اسلامی ٹیکس ہے؟

ج:- نہیں! زکوٰۃ ٹیکس نہیں بلکہ ایک عظیم عبادت ہے، بعض کم عقل یہ سمجھتے ہیں کہ ایک ٹیکس ہے، حالانکہ زکوٰۃ کسی حکومت کا عائد کردہ ٹیکس نہیں ہے اور نہ ہی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اسلام کی ضروریات کے لئے کبھی وضع کیا ہے۔ بلکہ زکوٰۃ کا مقصد یہ ہے جیسا کہ حدیث سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ زکوٰۃ مسلمانوں کے مالدار طبقہ سے لیکر ان کے تنگدست طبقہ کو لوٹا دی جائے۔

س:- سرکار انکم ٹیکس اور سیل ٹیکس لیتی ہے کیا یہ زکوٰۃ میں محسوب ہو سکتا ہے؟

ج:- نہیں! ٹیکس میں جو رقم دی جاتی ہے وہ زکوٰۃ میں محسوب نہیں ہو سکتی ہے۔ زکوٰۃ الگ ادا کرنا ہوگی۔

س:- مسافر پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

ج:- مسافر پر زکوٰۃ فرض ہے اسے ادا کرنا ہوگا۔

س:- کیا زیور وغیرہ کی زکوٰۃ میں شوہر کی اجازت ضروری ہے؟

ج:- اگر وہ زیور شوہر کا دیا ہوا اور بنوایا ہوا ہے اور اس نے بیوی کی ملک میں نہیں دیا تو اس کی زکوٰۃ شوہر کے ذمہ ہے۔ عورت پر اس کی زکوٰۃ نہیں ہے اور اگر وہ زیور عورت کے جہیز میں اس کے والدین کی طرف سے ملا ہے تو وہ اس کی ملک ہے، وہ خود اپنی رقم سے یا شوہر کی ہبہ کردہ رقم سے یا اسی زیور میں سے کچھ حصہ فروخت کر کے زکوٰۃ ادا کرے اور اس میں شوہر کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔

شہرۂ آفاق تصنیف
انسانی دنیا پر
مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر
چالیس سالہ کارکردگی کے موقع پر
اشاعتی تحریک
ہر پڑھے لکھے مسلمان تک پہنچانے میں
ہمارا تعاون فرمائیے
صفحات ۴۰۰۔ قیمت =/50 صرف رعایت بھی
مجلد، خوبصورت سرورق۔ روشن طباعت،
جدید ایڈیشن۔ ہم سے طلب کریں۔
مجلس تحقیقات و نشریات
پوسٹ بکس 119 ندوۃ العلماء لکھنؤ

قرآنِ کریم کی مقدس آیات اور احادیث نبویؐ، دینی معلومات میں اضافے اور تبلیغ کیلئے شائع کیجاتی ہیں ان کا احترام آپ پر فرض ہے، لہٰذا جن صفحات پر یہ آیات درج ہوں انکو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں

بفضلہ
بہترین مٹھائیوں اور بیکری مصنوعات سے
وابستہ نام — سلیمان عثمان
شیریں رواج، شیریں مزاج
سلیمان عثمان مٹھائی والے
Fax: 009122-8341635 Telex: 011-79341 BARI IN

مسلمان امریکہ میں

محمد فرحان نیپالی ندوی

امریکہ میں اسلام سے شدید وارفتگی کا مظاہرہ

رابطہ عالم اسلامی کے ہفتہ وار جریدہ "العالم الاسلامی" کی رپورٹ کے مطابق ریاستہائے متحدہ امریکہ میں مذہب اسلام سے شدید شیفتگی و وارفتگی کا مظاہرہ ہوا۔ اور ابھی چند ہی دنوں میں اسلام قبول کرنے والوں کی شرح میں کافی اضافہ ہوا ہے وہاں کے افراد اور باشندے اسلام کا مطالعہ کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت کر رہے ہیں اور دینی مدارس اور اسلامی مراکز سے مذہب اسلام سے متعلق خاصی معلومات حاصل کر رہے ہیں۔ اسلامی کتب خانوں سے اس سے متعلق کتابیں بھی ختم ہو گئی ہیں جن کی وجہ از سر نو دینی و اخلاقی کتابوں کی اشاعت شروع ہو گئی ہے اور تقسیم کی حدوں میں کافی اضافہ ہوا ہے وہاں کے باشندوں میں اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ مل جل کر کام کرنے کا جذبہ نمایاں طور پر پایا جاتا ہے امریکی ذرائع ابلاغ نے اسلام سے متعلق معلومات نشر کرنے کے لئے اپنا ایک خاص وقت بھی متعین کیا ہے جس سے دین کی اہم اور ضروری باتیں انھیں معلوم ہو جاتی ہیں۔ حالیہ رپورٹ کے مطابق ایک امریکی نمائندہ نے اپنے قبول اسلام کا اس وقت برملا اظہار کیا۔ جب وہ مشہور باکسر محمد علی کلے کی حیات پر فلم بنانے میں مصروف تھا۔ اچانک اس کے دل میں محمد علی سے متاثر ہو کر قبول اسلام کا جذبہ پیدا ہوا۔

اور حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔ یہ اصلاً افریقہ کا رہنے والا ہے۔ اس کا نام "ویل سمیٹ" بتایا جاتا ہے۔

امریکی صدر سے ڈاکٹر مزمل حسین ندوی صدیقی کی ملاقات

۲۶ ستمبر ۲۰۰۱ء کو ڈاکٹر مزمل حسین صدیقی ندوی جو تحریک اسلامی امریکہ (اسلامک سوسائٹی آف نارتھ امریکہ ISNA) کے سابق صدر اور امام و ڈائرکٹر اسلامک سنٹر آف اَرنج کونٹی کیلیفورنیا ہیں۔ نے امریکہ کے پندرہ مقتدر مسلم اور عرب تنظیموں کے ذمہ داروں کے ساتھ وہائٹ ہاؤس میں صدر جارج بش سے ملاقات کی۔ صدر نے ڈاکٹر مزمل حسین کے علاوہ وفد کے تین افراد کو پہلے اپنے خاص OVAL OFFICE میں مدعو کیا۔ اس موقع پر ڈاکٹر مزمل صدیقی نے قرآن حکیم کا ایک نسخہ صدر امریکہ کو پیش کیا اور کہا۔ جناب صدر یہ بہترین تحفہ ہے جو میں آپ کو پیش کر رہا ہوں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ روزانہ بائبل پڑھتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ کچھ وقت فارغ کرکے اس قرآن مجید کا بھی مطالعہ کریں گے۔" ڈاکٹر مزمل حسین صدیقی ندوی نے صدر بش سے کہا کہ ہم ایسے موقع پر آپ سے مل رہے ہیں جب کہ ہمارا ملک مشکل ترین حالات سے گذر رہا ہے اور ہم مسلمانان امریکہ کی جانب سے اس دہشت گرد کارروائی کی سخت مذمت کرتے ہیں جو اس ملک اور انسانیت پر کیا گیا ہے۔ انھوں نے صدر کو اسلامک سنٹر واشنگٹن کی مسجد میں آنے کی اور ان کے اچھے کلمات کے لئے شکریہ ادا کیا۔

صدر جارج بش نے ڈاکٹر مزمل حسین صدیقی ندوی کو یاد دلایا کہ انھوں نے ایک خصوصی دعائیہ تقریب میں شرکت کی تھی جو نیشنل کیتھڈرل واشنگٹن میں ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کے حادثہ کے کچھ دن بعد منعقد ہوئی تھی۔ اس موقع پر وہ ڈاکٹر صدیقی صاحب کے دعائیہ کلمات سے بہت متاثر ہوئے تھے۔ جہاں ڈاکٹر مزمل حسین صاحب نے قرآن مجید کی چند آیات پڑھ کر وہاں موجود امریکہ کے اہم ترین مذہبی اور سرکاری نمائندوں کے درمیان بیان دیا تھا۔

اس مختصر ملاقات کے بعد صدر بش، روزویلٹ روم چلے گئے اور مسلم اور عرب نمائندوں سے ملاقات کی۔ ڈاکٹر مزمل حسین صدیقی سے صدر نے درخواست کی کہ وہ ان کے ساتھ بیٹھیں۔ اپنے افتتاحی کلمات میں صدر بش نے قرآن مجید کے تحفہ کا شکریہ ادا کیا۔ اور یہ بھی کہا کہ اسلام ایک امن پسند دین ہے TIMOUTHY وفد کو صدر نے یقین دلایا کہ امریکہ میں تمام نسل و مذہب کے ماننے والوں کو برابر کا حق دیا جائے گا۔ اور کسی سے امتیاز اور ناروا سلوک نہیں کیا جائے گا۔

ملاقات کے آخر میں صدر بش اور وفد کے سارے اراکین کھڑے ہوئے اور صدر نے ڈاکٹر مزمل حسین صدیقی سے کہا کہ وہ دعا کریں۔ ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے۔ اس محفل میں ڈاکٹر صدیقی نے سورۂ فاتحہ پڑھی اس کا ترجمہ پیش کیا اور امن وسلامتی اور یکجہتی اور صحیح راہ عمل کیلئے دعا کی۔ حاضرین میں سبھوں نے بشمول صدر ہر ایک نے آمین کہی۔

رام پور (یوپی) سے تعلق رکھنے والے اور مولانا محمد علی جوہر کے خاندان کے ایک اہم فرد ڈاکٹر مزمل حسین صدیقی ندوی ندوۃ العلماء لکھنؤ کے ایک ہونہار فرزند ہیں۔ ندوۃ العلماء سے فراغت کے بعد جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں تعلیم حاصل کی۔ وہاں سے وہ سوئزرلینڈ گئے جہاں مشہور اخوانی رہنما ڈاکٹر سعید رمضان کے اسلامی مرکز میں چند سال رہے لیکن تعلیم و تربیت کا سلسلہ جاری رکھا۔ اس کے بعد امریکہ گئے جہاں ڈاکٹریٹ کی تکمیل کی۔ اور اسلام کے مبلغ کی حیثیت سے نمایاں کام کر رہے ہیں۔

سوڈان کے اسلامی دستوں کی ایک جماعت کا قبول اسلام

سوڈان کے سلامتی دستوں کی ایک جماعت نے اپنے قبول اسلام کا اعلان اس وقت کیا جبکہ "خرطوم" میں نکالے گئے امن جلوس میں شرکت کیلئے آئے تھے۔ واضح رہے کہ سوڈان کے جنوب میں انھوں نے بیس سال تک باغیوں سے جنگ کی اس کے بعد انھیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایمان کی دولت حاصل ہوئی جماعت کے قائد نے جو عربی، سوڈانی اور انگریزی (تینوں زبانوں پر قادر ہیں) اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ میرا نام "موسیٰ شوٹ" ہے، میں اسلامی دستوں کا قائد ہوں میں نے ۲۰۰۰ء ہی میں مذہب اسلام کو قبول کیا تھا۔ لیکن اعلانیہ طور پر میں اسکی تعلیمات پر عمل کرنے سے قاصر تھا۔ میرا خاندان ابھی جنوبی سوڈان میں ہے اور وہ مسیحیت پر قائم ہے۔ انشاء اللہ میں اس کو بھی قبول اسلام کی دعوت دوں گا۔ میں باغیوں سے جنگ کرنے میں ۱۹۸۲ء سے ۲۰۰۰ء تک پیش پیش رہا۔ میرے نزدیک اسلام کی سب سے اچھی چیز یہ ہے کہ اس دین میں ایک ہی خدا کا تصور ہے۔ اسی نے تنہا آسمان و زمین اور کائنات کی جملہ چیزوں کی تخلیق کی ہے۔" میرا قدیم نام "مائیکل" تھا۔ لیکن جب میں نے اسلام قبول کیا تو اپنا نام میں نے "موسیٰ" رکھ لیا ہے، مجھے اس نام سے بہت انسیت ہے۔ میرے ساتھ اسلام لانے والے تقریباً ۱۴ فوجی ہیں، ہم نے جہد مسلسل کے بعد دعوتی و تدریسی کیمپوں میں شرکت کرکے اسلام کے اصول و مبادی سے گہری واقفیت حاصل کر لی ہے دوسرے فوجی جن کا نام "محمد" ہے اور ان کا ایک پیر اسی جنگ میں ٹوٹ گیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ میں نے بھی ۲۰۰۰ء میں اپنے رفیقوں کے ساتھ اسلام قبول کیا تھا۔ لیکن ابھی تک اس کا اظہار نہیں کیا تھا۔ میرا خاندانی تعلق جنوبی سوڈان کے شہر "ملکال" سے ہے، میں نے اپنے قبول اسلام کے بعد پوری محنت و جانفشانی سے قرآن کریم کی تفاسیر و تراجم دیکھے اور پوری یکسوئی کے ساتھ علمائے کرام سے مشورہ کرکے اس کا مطالعہ کیا۔ میرے نزدیک اسلام کی نمایاں صفت یہ ہے کہ وہ خدائے وحدہٗ لاشریک کے علاوہ کسی بھی شخص کی عبادت و بندگی کا روادار نہیں ہے۔ اسی طرح ہدایت یافتگان فوجیوں میں محمد جونق اور سلیمان قرکوز وغیرہ بھی ہیں۔ اوّل الذکر فوجی نے ابھی ایک سال قبل اسلام قبول کیا جبکہ موخر الذکر فوجی نے ۱۹۷۸ء میں ہی حلقہ بگوش اسلام ہو گئے تھے ان کا بیان ہے کہ میں ۱۹۸۳ء سے ہی اب تک جنگ میں مصروف رہا۔ پہلے پہل میری ملازمت سوڈانی ملیٹری فورسیز میں لگی، لیکن چند ہی سال گذرے تھے کہ میں باغیوں کے خلاف جنگ کرنے میں مصروف ہو گیا۔ اپنی ملازمت کے دوران میں صرف نام کا مسلمان تھا۔ لیکن اب مسلمان کی حقیقت سمجھ کر حتی الوسع عمل کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہوں جب میں نے دینی تعلیم حاصل کرنے کا ارادہ کیا تو سوڈان ہی کے ایک ادارہ بلال بن رباح میں قرآن کریم پڑھا، فقہ اسلامی اور دیگر اسلامی علوم و فنون حاصل کئے اسی فوجی نے کہا کہ ہمارے اقوال غلط ہو سکتے ہیں لیکن اللہ کا کلام کبھی جھوٹا نہیں ہوگا۔ یہ ہے:۔ اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ :۔ باقی ص ۲۱ پر

بمبئی کے قارئینِ "تعمیرِ حیات" سے

بمبئی کے قارئینِ "تعمیرِ حیات" حضرات سے گذارش ہے کہ "تعمیرِ حیات" کے سلسلہ میں رقم جمع کرنے یا خریدار بننے کے سلسلہ میں ذیل کے پتہ پر رابطہ قائم کریں، وہاں اُن کو رقم جمع کرنے کی رسید مل جائیگی۔

ALAUDDIN TEA
Tea Merchants
44, Haji Building,
S.V. Patel Road, Null Bazar, Mumbai 400 003.
Tele: Add CUPKETTLE Tel.: 346 0220 / 346 8708
Tel.(R): 309 5852

۱۲ نمبر اور ۱۲×۷ کی اسپیشل چائے استعمال کیجئے۔

مختصر عالمی خبریں

معید اشرف ندوی

● سعودی اخبار عرب نیوز کے مطابق مؤتمر عالم اسلامی کی فقہی اکاڈمی کی ۱۶ ویں کانفرنس مذہب اسلام اور دہشت گردی کے عنوان سے مکہ میں منعقد ہوئی افتتاحی اجلاس میں خادم الحرمین شریفین کا لکھا ہوا پیغام پڑھ کر سُنایا گیا جس میں انھوں نے کہا کہ اسلام ہر قسم کی شدت پسندی اور عدم رواداری سے پاک ہے اس وقت ضرورت ہے کہ اسلام کی اصل تعلیمات دنیا کے سامنے لانی چاہیے۔ مؤتمر عالم اسلامی کے سکریٹری جنرل نے اجتماع کو خبردار کیا کہ اسلام دشمن عناصر اس بات پر مصر ہیں کہ مذہب اسلام اور دہشت گردی میں ایک ربط ہے جس سے عالمی رائے عامہ بھی متاثر ہے۔ اس کو ختم کرنے کے لئے ہم کو ہر میدان میں مثبت اقدام کرنا چاہیے جس سے مذہب اسلام کا صحیح تصور لوگوں کے سامنے آسکے۔ اس موقع پر مذہبی عالم شیخ عبدالعزیز الشیخ نے کہا کہ کنونشن ان تمام بے بنیاد الزامات کی تردید کرے جو اس مذہب کی ساخت کو خراب کرنے کے لئے عائد کئے جا رہے ہیں۔

● امریکہ سے شائع ہونے والا اخبار" لاس اینجلز ٹائمز" کے مطابق سانٹا مونیکا بک اسٹور پر امریکی مرد و عورتیں بڑی تعداد میں قرآن مجید اور مسلمانوں سے متعلق لٹریچر کی تلاش میں آرہے ہیں۔ امریکیوں کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ اپنے سواد نیا کے بارے میں کچھ زیادہ نہیں جانتے ہیں لیکن ۱۱ ستمبر کے بعد وہ اب طالبان، فلسطین اور اسلام کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ بڑی تعداد میں ایسی جگہوں میں آتے ہیں جہاں افغانستان اور امریکہ کی خارجہ پالیسی کے بارے میں معلومات حاصل ہوسکے اسی طرح وہ ویب سائٹس. ریڈیو اور ٹی وی نشریات اور اخبارات میں دوسرے ممالک سے متعلق خبروں پر توجہ دے رہے ہیں۔ لوگ اسلامی و تعلیمی گروپوں سے ملاقات کر رہے ہیں اور نقشے و اٹلس خرید رہے ہیں۔

اسی طرح ماضی قریب کے مقابلہ میں عربی زبان کی کلاسوں میں کافی دلچسپی لے رہے ہیں یہی حال امریکہ کی وزارت داخلہ و خارجہ سروس امتحانات سے متعلق ہے ان کلاسوں میں رجسٹریشن کرانے والوں کی تعداد دوگنی ہوگئی ہے اور یہ تقریباً ۲۳ ہزار سے زیادہ ہے؟ ایک ویب سائٹ والے کا کہنا ہے کہ جہاں ۸ ہزار لوگ روزانہ رابطہ قائم کرتے تھے۔ اب ۱۱ ستمبر کے بعد ان کی تعداد ۵۰ ہزار تک پہونچ گئی ہے اسی طرح ڈیوٹی پر کھانے کے وقفہ میں لوگ بک اسٹالوں پر پہونچ جاتے ہیں اور ایسی کتابیں، نقشے تلاش کرتے ہیں جن میں اسلام مسلمان، افغانستان اور دوسرے اسلامی ملکوں کے بارے میں تفصیلات اور اسلام اور مغربی ایشیا کے سلسلہ میں تہذیبی مذہبی اور سیاسی معلومات حاصل ہوسکیں۔

واضح رہے کہ امریکہ میں مسلمانوں کی تعداد عام طور پر ساٹھ سے ستّر لاکھ کے درمیان بتائی جاتی ہے. لیکن روزنامہ جنگ کے مطابق امریکی سفیر برائے پاکستان نے ان کی تعداد ۱½ کروڑ بتائی ہے۔

● سعودی عرب سے شائع ہونے والا روزنامہ "الشرق الاوسط" کے مطابق سعودی شہزادہ عبداللہ نے تباہ شدہ افغانستان کی عبوری حکومت کو انسانی ہمدردی کے تحت دو کروڑ ڈالر کی امداد کا وعدہ کیا ہے۔ سعودی عرب نے افغانستان میں ۲۳ سالہ جنگ کے دوران بڑا اہم رول ادا کیا تھا۔ ۱۹۸۰ کی دہائی میں سوویت یونین کے قبضہ کے خلاف اس نے اسلام پسندوں کی مدد کی تھی۔ ماہرین کا اندازہ ہے کہ افغانستان کو دس سال کے عرصہ میں تعمیری کاموں کے لئے ایک ارب ۵۰ کروڑ ڈالر کی ضرورت ہوگی۔

● امریکی صدر جارج نے کانگریس کے مشترکہ اجلاس سے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ عراق ایران اور شمالی کوریا برائی کی جڑ ہیں اور یہ ممالک بڑے پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیار بنانے کی کوشش کر رہے ہیں اس بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے برطانوی اخبار انڈیپنڈنٹ لکھتا ہے کہ امریکہ اپنی داداگیری کو لیکر پہلے ہی ناپسند کیا جاتا رہا ہے، اب یہ بیان آگ میں گھی کا کام کرسکتا ہے اسی ضمن میں اخبار "فائننشل" نے لکھا ہے کہ مذکورہ بیان امریکہ کے اندرونی سیاست کے پیش نظر درست ہوسکتا ہے۔ لیکن بین الاقوامی لحاظ سے کسی ملک کے لئے "برائی کی جڑ" کہنا غلط ہے۔ دہشت گردی کے خلاف امریکی اتحاد میں رخنہ پڑسکتا ہے اور اخبار گارجین لکھتا ہے کہ بش کے بیان سے یہ صاف پتہ چلتا ہے کہ وہ ۱۱ ستمبر کے واقعہ کا سیاسی فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ اور آج نہیں تو کل امریکہ کو ۱۱ ستمبر کے حملے کی آڑ لینا بند کرنی ہوگی۔ اور خود کو دنیا میں سچائی کا مسیحا بننے کا خیال ترک کرنا پڑے گا۔ مذکورہ بیان پر چین کے وزیر خارجہ نے اپنا ردعمل ظاہر کرتے ہوئے ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ چین بین الاقوامی تعلقات میں اس قسم کی زبان کے استعمال کی وکالت نہیں کرتا بلکہ اس کا یقین ہے کہ بین الاقوامی امور میں تمام ممالک کے ساتھ یکساں سلوک کرنا چاہیے ورنہ عالمی و علاقائی امن و استحکام میں عدم توازن پیدا ہوجائے گا۔

مطالعہ کی میز پر

محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی

تبصرہ کے لئے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے۔

نام کتاب: سنت نبویہ اور قرآن کریم
مصنف: مولانا محمد حبیب اللہ مختار
صفحات: ۲۶۰۔ سائز ۸-۲۲×۱۸،
خوبصورت ٹائٹل۔
قیمت درج نہیں
ملنے کا پتہ:
مکتبہ یادگار شیخ، محلّہ مبارک شاہ، اردو بازار، سہارنپور (یو۔پی)

فتنہ انکار حدیث۔ منکر سنت کا حکم، ایمان بالرسول کا تقاضہ، رسول کی مخالفت پر قرآنی وعیدیں، حجیت حدیث پر مسلمانوں کا اجماع، مخالفت رسول مخالفت خدا ہے، مخالفت رسول کا انجام، اطاعت رسول ایمان کی علامت ہے اور عصیان کفر کی، صحابہ کرامؓ کی اتباع نبوی، قرآن کریم و سنت کا باہمی تعلق، وغیرہ کتاب کے اجمالی عنوانات ہیں۔ جن کے ذیل میں مولانا محمد حبیب اللہ مختار صاحب نے قرآن کریم سے حجیت حدیث کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور موضوع سے متعلق خاص خاص آیات منتخب کرکے ان کی شرح وتفسیر کے لئے احادیث نبویہ، اقوال صالحین اور شروح محققین کو جمع کیا ہے جن سے حدیث شریف کی عظمت بھی واضح ہوتی ہے۔ احکام الٰہی پر عمل کرنے کے ساتھ اطاعت رسول کی اہمیت پر بھی روشنی پڑتی ہے اور مخالفین حدیث کو حدیث پر عمل کرنے کی ترغیب بھی اس موضوع پر یہ کتاب ایک بہترین کتاب ہے جو عوام و خواص سب کے لئے یکساں مفید ہے۔

باری تعالیٰ کتاب اور صاحب کتاب کو قبولیت سے نوازے۔

●●●

طاہر تلہری ایک کہنہ مشق شاعر ہیں ان کو نیاز فتحپوری اور لیاقت تلہری جیسے اساتذہ فن سے شرف تلمذ حاصل رہا ہے۔ ان کے تین شعری مجموعے "پہلا پتھر"، "الکلام" اور "حرف بے لباس" کے نام سے منصۂ شہود پر آکر داد وتحسین حاصل کرچکے ہیں۔

پیش نظر کتاب میں طاہر تلہری کی شخصیت اور شاعری کا تعارف ملک کے اکیس ممتاز اہل علم و قلم حضرات نے کرانے کی کوشش کی ہے۔ جن میں مرتب کتاب ڈاکٹر تابش مہندی مولانا ابو المجاہد زاہد، رباب رشیدی، پروفیسر قاضی عبیدالرحمٰن ہاشمی اور ماجد دیوبندی کے نام قابل ذکر ہیں۔ اسی کے ساتھ پروفیسر سید ضیاء الحسن ندوی جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی اور پروفیسر حفیظ بنارسی نے بھی طاہر صاحب کے بارے میں اپنے تاثرات کا اظہار کیا ہے۔

کتاب کے آخر میں "نمونہ کلام" کے عنوان سے طاہر صاحب کی متعدد نظمیں اور غزلیں بھی شامل ہیں۔

ہم نے جب حق کی حمایت میں بلند آواز کی
تن گئے ہیں وقت کے ابرو کمانوں کی طرح
ہم کو بھی دہرائے گا طاہر زمانہ ایک دن
اگلے وقتوں کی پرانی داستانوں کی طرح

ہم امید کرتے ہیں کہ یہ کتاب "طاہر شناسی" کے باب کو وا کرسکے گی۔ اور طاہر تلہری کے فن اور شاعری کا آئینہ دکھائے گی۔

نام کتاب: مختصر دینی بیانات
مؤلف: مولانا محمد اقبال فلاحی ندوی
صفحات: ۱۶۸، سائز ۸-۲۲×۱۸،
قیمت ۔/۴۰ روپے
ملنے کا پتہ:
مکتبہ سعیدیہ، ترکیسر، سورت، گجرات ۳۹۴۱۷۰

مولانا محمد اقبال فلاحی ندوی دارالعلوم فلاح دارین ترکیسر کے استاذ ہیں اور صاحب علم و دین کا درد رکھنے والے عالم ہیں۔ یہ کتاب انہی کی دینی تقریروں پر مشتمل ہے جو انھوں نے مختلف مقامات پر جمعہ سے قبل تقریریں کیں۔ ان تقریروں میں آیات قرآنیہ کی تفسیر اور احادیث نبویہ کی تشریح کے ساتھ بزرگوں کے احوال و اقوال کا بھی بیان ہے جو عام مسلمانوں کے لئے نفع بخش ہے۔

☆☆☆

مدرسہ فاروقیہ تعلیم البنات

کے

سنگ بنیاد کے موقع پر حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء کا خطاب

۳؍فروری ۲۰۰۲ء مطابق ۱۹؍ذیقعدہ ۱۴۲۲ھ کو مدرسہ فاروقیہ تعلیم البنات کے سنگ بنیاد کے موقع پر قصبہ بلہرہ ضلع بارہ بنکی میں ایک اہم دینی و تعلیمی جلسہ منعقد ہوا جس میں حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء تشریف لائے اور اپنے دست مبارک سے مدرسہ کا سنگ بنیاد رکھا۔ مولانا نے اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ انسان کی تخلیق کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت اور بندگی ہے۔ مسجد اور مدرسہ کا قیام صرف اسی مقصد کے لئے عمل میں لایا جاتا ہے تاکہ انسان علم و عمل کے زیور سے آراستہ ہو اور اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اس کے رسولؐ کی تابعداری کر کے فلاح دارین حاصل کر سکے۔ انھوں نے کہا کہ چونکہ بچہ کا پہلا مدرسہ ماں کی گود ہے اس لئے مسلمان بچیوں کو اسلامی تعلیمات سے آراستہ ہونا نہایت ضروری ہے، تاکہ آئندہ آنے والی نسل عقیدۂ توحید اور اسلامی تعلیمات پر باقی رہ سکے۔ مولانا نے مدرسہ کی قیام پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اس کو اللہ کی نعمت سمجھنے کی تلقین کی اور اس کی ترقی کے لئے دعا فرمائی۔

مولانا سید عبد اللہ حسنی ندوی استاذ حدیث دار العلوم ندوۃ العلماء نے اپنی تقریر میں کہا کہ اصل مسئلہ دل کا ہے، دل اگر صاف ہے تو دل کی دنیا بدل جائے گی، اور دلوں کی صفائی کا ذریعہ علم و عمل ہے۔ اسی لئے قرآن و حدیث میں علم کے ساتھ عملی زندگی بنانے کا خاص طور سے حکم دیا گیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ اس وقت لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کا مسئلہ بہت اہمیت رکھتا ہے اور معاشرہ کی تعمیر و تشکیل تعلیم نسواں کے بغیر ادھوری ہے۔ اس لئے لڑکیوں کو زیور علم سے آراستہ کیا جائے اور یہ مدرسہ اسی لئے قائم کیا گیا ہے۔

مدرسہ تعلیم البنات جو محمد شاہد ندوی کی سربراہی میں قائم ہوا ہے۔ انھوں نے مدرسہ کے قیام کی غرض و غایت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ یہ مدرسہ صرف لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کے لئے قائم کیا گیا۔ اور بلہرہ میں اس کی بہت سخت ضرورت تھی۔

جلسہ میں قرب و جوار کے علماء اور عوام و خواص نے خاصی تعداد میں شرکت کی۔

بارگاہ الٰہی میں

مال و دولت نہ جاہ و حشم دے مجھے
میرے مالک تو اپنا ہی غم دے مجھے
کفر و باطل پہ تنقید کرتا رہوں
ایسا اسلوب ایسا قلم دے مجھے

تابش مہدی

اسلامک سینٹر

جمعیت شباب الاسلام لکھنؤ
اعلان داخلہ

جمعیت شباب الاسلام لکھنؤ کی زیر نگرانی دو سالہ تربیتی کورس میں داخلے کے لئے ان کی درخواستیں مطلوب ہیں جو درج ذیل شرائط کو پورا کرتے ہوں۔

۱۔ کسی مستند دینی درسگاہ سے فارغ ہوں، متشرع ہوں اور علوم شرعیہ میں ممتاز صلاحیت رکھتے ہوں۔
۲۔ دینی کاموں کو اپنا میدان عمل بنانا چاہتے ہوں۔
۳۔ تقریر و تحریر کی صلاحیت ہو۔
۴۔ عمر تیس سال سے زائد نہ ہو۔

درج ذیل بنیادوں پر داخلہ کے لئے ترجیح دی جائے گی

۱۔ ہندی و انگریزی زبانوں سے واقفیت (۲) مذاہب عالم کا مطالعہ (۳) دعوتی کاموں کا عملی تجربہ منتخب ہونے والے طلباء کو قیام و طعام کی سہولت کے علاوہ تین ہزار روپے ماہانہ وظیفہ دیا جائے گا۔ نیز اس دعوتی کورس میں شریک امیدواروں کو کامیابی کے بعد ہی دعوتی محاذ پر لگایا جائے گا۔

خواہشمند طلباء

۱۔ اپنا مکمل نام (۲) مکمل پتہ مع فون و فیکس نمبر ۳۔ عارضی پتہ مع فون و فیکس نمبر (۴) تعلیمی لیاقت کی تفصیلات (نقول اسناد منسلک ہوں)
۵۔ تاریخ پیدائش سے متعلق کوئی سرٹیفکٹ (۶) دعوتی کاموں کا عملی تجربہ (۷) مطالعہ و دیگر سرگرمیوں کی تفصیلات (۸) اپنے علاقہ کی دو معزز شخصیات کی تصدیق پر مشتمل اپنی درخواستیں درج ذیل پتہ پر ارسال کردیں۔ درخواستیں موصول ہونے کی آخری تاریخ ۲۶؍فروری ۲۰۰۲ء ہے۔

اسلامک سینٹر، جمعیت الشباب الاسلام
برولیا۔ ٹیگور مارگ لکھنؤ ۲۲۶۰۲۰ (یوپی) انڈیا۔

Ph:- 0522-327706, Fax:-0522-229712

انٹرویو کیلئے مناسب تاریخ سے انشاء اللہ جلد مطلع کیا جائے گا۔

تبلیغ میں حکمت اور شفقت کی رعایت

دین کی تبلیغ یوں تو ہر جگہ حکمت اور دانشمندی چاہتی ہے، لیکن جو شخص شبہات کا مریض ہو اس کا علاج بڑا نازک کام ہے، اس میں داعیٔ حق کے لئے انتہا درجے کا صبر و تحمل، مخاطب پر شفقت، حکمت و دانائی اور بات کو دل میں اتار دینے کی لگن کی ضرورت ہے۔ آج ایک حدیث نظر سے گذری جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شبہات کے مریض کا علاج کس طرح فرماتے تھے؟

حضرت ابو امامہؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک قریشی نوجوان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اس نے ایک عجیب و غریب فرمائش کی کہنے لگا: "یا رسول اللہ! مجھے زنا کرنے کی اجازت دے دیجئے"

تصور تو فرمایئے کہ یہ گھناؤنی فرمائش کس سے کی جا رہی ہے؟ اس ذاتِ اقدسؐ سے کہ جس کے تقدس کے آگے فرشتے بھی ہیچ ہیں، اور فرمائش بھی کسی چھوٹے موٹے گناہ کی نہیں، زنا کی! وہ گناہ جس کا نام ایک شریف انسان زبان پر لاتے ہوئے بھی شرماتا ہے کوئی اور ہوتا تو شاید اس گستاخی کی سزا میں نوجوان کو دھکے دے کر باہر نکلوا دیتا۔ چنانچہ حاضرین مجلس اس نوجوان پر برس پڑے اور اسے ڈانٹنا ڈپٹنا شروع کر دیا۔ لیکن قربان جایئے اس رحمتِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے، آپ نے بھانپ لیا کہ یہ شخص ضد اور عناد کی نہیں، شبہات کا مریض ہے، اور یہ غصہ اور نفرت کے بجائے شفقت کا اور ترس کھانے کا مستحق ہے آپ نے صحابہ کو ڈانٹنے سے روکا، اس سے فرمایا: "میرے قریب آجاؤ" جب وہ قریب آگیا تو آپ نے اس سے فرمایا:

"کیا تم اس عمل کو اپنی ماں کے لئے پسند کرتے ہو؟"

نوجوان بولا: "نہیں! اللہ مجھے آپ پر قربان کرے، خدا کی قسم نہیں!"

آپ نے فرمایا: "تو اور لوگ بھی اپنی ماؤں کے لئے اس کو پسند نہیں کرتے۔" پھر فرمایا "اچھا تو کیا تم اپنی بیٹی کے لئے اس عمل کو پسند کرتے ہو؟"

"نہیں یا رسول اللہ، مجھے اللہ آپ پر فدا کرے، خدا کی قسم نہیں" اس نے کہا۔

آپ نے فرمایا: "تو اور لوگ بھی اسے اپنی بیٹیوں کے لئے پسند نہیں کرتے۔"

"اور کیا تم اپنی بہن کے لئے اس عمل کو پسند کرتے ہو؟"

"نہیں یا رسول اللہ، اللہ مجھے آپ پر فدا کرے، خدا کی قسم نہیں!" نوجوان نے کہا۔

آپ نے فرمایا: "تو اور لوگ بھی اپنی بہنوں کے لئے اس کو پسند نہیں کرتے۔"

"اور کیا تم اپنی پھوپھی کے لئے اسے پسند کرتے ہو؟"

"نہیں یا رسول اللہ، خدا مجھے آپ پر قربان کرے، خدا کی قسم نہیں! نوجوان بولا :-

"تو اور لوگ بھی اسے اپنی پھوپھیوں کے لئے پسند نہیں کرتے، اور کیا تم اسے اپنی خالہ کے لئے پسند کرتے ہو؟"

"نہیں یا رسول اللہ، خدا مجھے آپ پر قربان کرے، واللہ نہیں" نوجوان بولا:

"تو اور لوگ بھی اسے اپنی خالاؤں کے لئے پسند نہیں کرتے۔"

یہ فرما کر آپؐ نے اپنا دستِ شفقت نوجوان پر رکھا اور فرمایا:

"یا اللہ! اس کے گناہ کو معاف فرما، اس کے قلب کو پاکیزگی عطا فرما اور عفت عطا فرما۔"

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد نوجوان اتنا پاک دامن ہو گیا کہ کسی طرف التفات ہی نہیں کرتا تھا۔ امام ہیثمی فرماتے ہیں کہ اس کی سند صحیح ہے۔

(رواہ احمدؒ و الطبرانی "مجمع الزوائد باب فی ادب العالم۔ ص ۱۲۹ ج ۱" دار الکتاب بیروت ۱۹۶۷ء، بحوالہ تراشے۔ از مولانا محمد تقی عثمانی)

ہندی زبان میں ماہنامہ

सच्चा राही (मासिक) سچا راہی

سماجی ● ادبی ● دینی ● اور تاریخی مضامین پر مشتمل
پیام انسانیت اور قومی اتحاد کا علمبردار
بہت جلد منظر عام پر آرہا ہے

مجلس صحافت و نشریات، ٹیگور مارگ پوسٹ بکس نمبر ۹۳ (ندوۃ العلماء) لکھنؤ

قیمت فی شمارہ Rs. 9/= اعزازی چندہ Rs. 500/= سالانہ چندہ Rs. 100/=

نوٹ: چک / ڈرافٹ "سکریٹری مجلس صحافت و نشریات" کے نام سے ارسال کریں۔

(بقیہ) حسد اور رشک

مفتیوں میں سے ہر ایک کی خواہش ہوتی ہے کہ سارے شہر کے فتوے میرے ہی پاس آئیں چونکہ ان مختلف گروہوں کا ایک ہی مقصد ہوتا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ انہیں حسد پیدا ہو۔

۵ — بعض لوگوں کو یکتائی کی ہوس ہوتی ہے اور اس وجہ سے دنیا کے کسی حصے میں اگر کوئی شخص کسی علم و فن میں شہرت اور قبول عام حاصل کرتا ہے تو ان کو گوارا نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس کی شان و یکتائی میں فرق آتا ہے اور یکتائی سے زیادہ ان کو کوئی چیز عزیز نہیں۔

۶ — بعض آدمی بالطبع خبیث النفس اور تیرہ باطن ہوتے ہیں۔ اس قسم کے لوگ بے وجہ و بے سبب تمام لوگوں پر حسد کرتے ہیں، کوئی شخص ہو، کہیں کا ہو، کسی طبقہ کا ہو، جب کسی چیز میں ممتاز ہوگا ان کو رشک اور حسد ہوگا۔

حسد کا علاج یہ ہے کہ انسان اس بات پر غور کرے کہ حسد کرنے سے محسود کو نقصان پہنچتا ہے یا خود حاسد کو؟ ظاہر ہے کہ محسود کو ضرر نہیں پہنچتا بلکہ چونکہ محسود ہونا دلیل کمال ہے اس لئے اس کو اپنے فضل و کمال کی ایک سند ہاتھ آتی ہے۔ اس کے علاوہ جب محسود کو یہ علم ہوتا ہے کہ میرے حاسد کا دل میری ترقیوں پر جلتا ہے اور اس کو اس کا صدمہ اور کوفت رہتی ہے تو وہ نہایت خوش ہوتا ہے کیونکہ انسان کے لئے مخالف کے رنج اور کوفت سے بڑھ کر کوئی خوشی نہیں۔ اس لحاظ سے کسی پر حسد کرنا اس کو بجائے نقصان پہونچانے کے مسرور اور خوش کرتا ہے۔

اس کے ساتھ یہ خیال کرنا چاہیئے کہ حسد سے انسان کو خود کس قدر دینی و دنیوی نقصان پہونچتا ہے۔ دینی نقصان تو اس وجہ سے کہ حسد شرعاً نہایت مذموم چیز ہے اور حاسد کے لئے عذاب دوزخ موعود ہے، دنیاوی نقصان یہ ہے کہ حسد سے انسان کو ہمیشہ دل میں ایک کوفت سی رہتی ہے اور جس قدر محسود ترقی کرتا جاتا ہے اسی قدر یہ کوفت اور صدمہ بڑھتا جاتا ہے۔ اور چونکہ انسان اس صدمہ کا اعلانیہ اظہار نہیں کرسکتا اس لئے دل ہی دل میں گھٹتا ہے اور آپ ہی آپ جلا جاتا ہے۔

یہ علاج امام صاحب کی تجویز کے مطابق ہے۔ لیکن ہمارا خیال ہے، کہ حسد کا صرف یہ علاج ہے کہ انسان کو اس بات کا یقین آجائے کہ میرا یہ فعل درحقیقت حسد ہے، حسد ایک ایسی ذلیل مذموم اور کمینہ صفت ہے کہ کوئی شخص اپنے آپ میں اس صفت کا موجود ہونا گوارا نہیں کرسکتا۔ غلطی صرف اس وجہ سے ہوتی ہے کہ انسان اپنے حاسدانہ خیال اور افعال کو حسد پر محمول نہیں کرتا بلکہ اس کے اور نام رکھتا ہے۔ مثلاً کسی مصنف کی کتاب نے نہایت شہرت اور مقبولیت حاصل کی۔ اس کے ہمعصر مصنف کو حسد ہوا۔ اور اس تصنیف پر نکتہ چینیاں شروع کیں۔ یہ فعل اگرچہ درحقیقت حسد کی وجہ سے ہے لیکن وہ غلطی سے اس کو حسد نہیں خیال کرتا بلکہ سمجھتا ہے کہ علم و فن کو بغیر اس کے ترقی نہیں ہوسکتی کہ تصنیفات و تالیفات کی غلطیاں اور فروگذاشتیں ظاہر کی جائیں۔

اس کا علاج صرف یہ ہے کہ انسان خود اپنے دل کو ٹٹولے اور چھپے ہوئے اور زیر پردہ جذبات کا سراغ لگائے۔ مثلاً اس بات کا اندازہ کرے کہ جب خود اسی کی تصنیفات پر نکتہ چینی اور خردہ گیری کی جاتی ہے تو کیا وہ اس کو علم و فن کی ترقی سمجھتا ہے؟ کیا اس کی غلطیوں کے ظاہر ہونے سے اس کو خوشی ہوتی ہے؟ کیا وہ نکتہ چیں کو اچھی نظر سے دیکھتا ہے؟ اگر ایسا نہیں ہے تو اس کو سمجھنا چاہیئے کہ اس نے خود جو نکتہ چینیاں کی تھیں وہ علمی تحریک سے نہیں تھیں بلکہ کوئی اور چیز در پردہ اس کی محرک تھی؛ وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ۔

اخلاق کی غرض و غایت

فلسفۂ اخلاق کا سب سے مہتم بالشان مسئلہ یہ ہے کہ اخلاق کی غرض و غایت کیا ہے یعنی ہم کو کیوں برائیوں سے بچنا چاہیئے؟ اور کیوں اچھی باتیں اختیار کرنی چاہئیں؟

واعظین اور زہاد و عباد کے نزدیک اس کا حل صرف دوزخ سے نجات ملنا اور لذائذ بہشت کا حاصل ہونا ہے، یہی وجہ ہے کہ واعظین کا وعظ عموماً بہشت کی دلفریبیوں کی پرلطف داستان ہوتی ہے لیکن امام صاحب کے نزدیک یہ ایک پست اور مبتذل خیال ہے، بہشت کا حاصل ہونا اور دوزخ سے محفوظ رہنا بلاشبہ تقویٰ کا لازمی نتیجہ ہے لیکن یہ چیزیں اصل مقصد نہیں قرار پا سکتیں بلاشبہ ایک عامی اسی کو انتہائے آرزو خیال کرتا ہے لیکن بلند نظری کا یہ اقتضا نہیں۔ اگر نیکی صرف اس خیال سے کی جائے کہ عاقبت میں اس کا دس گنا عوض ملے گا۔ تو وہ نیکی نہیں بلکہ تجارت ہے،

امام صاحب نے اخلاص کے بیان میں یہ مقصد نہایت صفائی اور آزادی سے ظاہر کیا ہے اُن کے خاص الفاظ یہ ہیں —

(ماخوذ: — الغزالیؒ ص ۱۰۶)

حضرت اسمٰعیلؑ کی قربانی

حفیظؔ جالندھریؒ

بشارت خواب میں پائی کہ اٹھ ہمت کا ساماں کر
پئے خوشنودیِ مولیٰ اسی بیٹے کو قرباں کر

خلیل اللہ اُٹھے خواب سے دل کو یقین آیا
کہ آخر امتحاں بندے کا مالک نے ہے فرمایا

بہاڑی پر سے دی آواز اسمٰعیل ادھر آؤ
یہاں آکر خدائے پاک کا ارشاد سُن جاؤ

پدر کی یہ صدا سُن کر پسر دوڑا ہوا آیا
رُکا ہرگز نہ اسمٰعیلؑ گو شیطاں نے بہکایا

پدر بولا کہ بیٹا آج میں نے خواب دیکھا ہے
کتابِ زندگی کا اک نرالا باب دیکھا ہے

یہ دیکھا ہے کہ میں خود آپ تجھ کو ذبح کرتا ہوں
خدا کے نام سے تیرے لہو میں ہاتھ بھرتا ہوں

سعادت مند بیٹا جھک گیا فرمانِ باری پر
زمین و آسماں حیراں تھے اس طاعت گزاری پر

رضا جوئی کی یہ صورت نظر آئی نہ تھی اب تک
یہ جرأت پیشتر انساں نے دکھلائی نہ تھی اب تک

عجب بشاش تھے دونوں رضائے ربِ عزت پر
تأمل یا تذبذب کچھ نہ تھا دونوں کی صورت پر

کہا فرزند نے اے باپ اسمٰعیلؑ صابر ہے
خدا کے حکم پر بندہ پئے تعمیل حاضر ہے

مگر آنکھوں پر اپنی آپ پٹی باندھ لیجئے گا
مرے ہاتھوں میں اور پیروں میں رسّی باندھ دیجے گا

مبادا آپ کو صورت پہ میری رحم آجائے
مبادا میں تڑپ کر چھوٹ جاؤں ہاتھ تھرّائے

پسر کی بات سن کر باپ نے تعریف فرمائی
یہ رسّی اور پٹی باندھنی ان کو پسند آئی

ہوئے اب ہر طرح تیار دونوں باپ اور بیٹا
چھری اس نے سنبھالی تو یہ جھٹ قدموں میں آلیٹا

چھری پتھر پہ رگڑی ہاتھ کو حلقوم پر رکھا
بچھاڑا اور گھٹنا سینۂ معصوم پر رکھا

زمیں سہمی پڑی تھی آسماں ساکن تھا بے چارہ
نہ اس سے پیشتر دیکھا تھا یہ حیرت کا نظارہ

پدر تھا مطمئن بیٹے کے چہرے پر بحالی تھی
چھری حلقوم اسمٰعیلؑ پر چلنے ہی والی تھی

مشیت کا مگر دریائے رحمت جوش میں آیا
کہ اسمٰعیلؑ کا اک رونگٹا کٹنے نہیں پایا

ہوئے جبرئیلؑ نازل اور تھاما ہاتھ حضرتؑ کا
کہا بس امتحاں مقصود تھا ایثار و جرأت کا

یہ طاعت اور قربانی ہوئی منظور یزدانی
کہ جنت سے یہ بُرّہ آگیا ہے بہر قربانی

ہمیشہ کے لئے اس خوابِ صادق کا ثمر لیجئے
اسی بُرّے کو بیٹے کے عوض قربان کر دیجئے

غرض دنبہ ہوا قربانِ اسمٰعیلؑ کے صدقے
یہ سنت بن گئی ایمان کی تکمیل کے صدقے

خطاب اس دن سے اسمٰعیلؑ نے پایا ذبیح اللہ
خدا نے آپ اُن کے حق میں فرمایا ذبیح اللہ

اُمّت

"صرف کلمہ اور تسبیح سے اُمّت نہیں بنے گی، اُمّت میل ملاپ اور معاشرت کی اصلاح سے اور سب کا حق ادا کرنے اور سب کا اکرام کرنے سے بنے گی بلکہ جب بنے گی جب دوسروں کے لئے اپنا حق اپنا مفاد قربان کیا جائے گا۔ حضورؐ اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے اپنا سب کچھ قربان کرکے اپنے اوپر تکلیفیں جھیل کے اس اُمّت کو اُمّت بنایا تھا۔" (مولانا محمد یوسف صاحبؒ کاندھلوی)

چور کے لیئے دُعاء

حضرت ربیع بن خثیمؒ مشہور محدث اور ولی اللہ ہیں۔ عبادت و زہد میں اپنی نظیر آپ تھے، ایک مرتبہ ان کا ایک گھوڑا چوری ہوگیا، لوگوں نے کہا کہ چور کے لئے بددعا کر دیجئے۔ حضرت ربیعؒ نے فرمایا: "نہیں! میں اس کے لئے یہ دعا کر رہا ہوں کہ اگر وہ مالدار ہے تو اللہ اس کے دل کی اصلاح کردے۔ اور اگر تنگ دست ہے تو اسے خوشحالی عطا فرمائے۔" (حلیۃ الاولیاء ص ۱۱ ج ۲)

احادیث رسول ﷺ کا انتخاب
تہذیب الاخلاق (عربی) کا اردو ترجمہ
حدیث نبویؐ
مجلد۔ روشن طباعت۔ خوبصورت سرورق
ہدیہ Rs.100/
محمد الحسنی ٹرسٹ، رائے بریلی
بمبئی، دہلی، دیوبند، حیدرآباد، لکھنؤ، کشمیر میں دستیاب